وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ٥

علمائے دیوبند

معاصرین کی نظر میں



از محمد جاوید عثمان میمن

خلیفہ مجاز

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
عثمانی کتب خانہ
کے ایریا، کورنگی، کراچی

مناظر اسلام

حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(استاد الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الذین حفظوا للاسلام مجدہ، وعلیٰ حملۃ العلم الذین ینفقون عنہ تحریف الغامین وانتحال المبطلین.

امابعد!

فرنگی سامراج نے ایک طرف تو سرزمین ہند کی منفرد مسلم سلطنت پر قبضہ جمایا، دوسری طرف ''اسلام کے مقدس عقائد ونظریات'' میں ''کفر وشرک'' کی آمیزش کرانے کیلئے علماء ومشائخ کے مقدس روپ میں ایسے ایجنٹ تیار کروائے جو ''قرآن وحدیث'' کی ایسی ''غلط تعبیر وتشریح'' کریں جس سے ''اسلام وکفر'' میں فرق ختم ہوجائے اور انگریز کے خلاف ''جہاد'' کے عنوان سے شروع ہونے والی ''تحریک آزادی'' دم توڑ جائے۔

مجدد بدعات احمد رضا خان بریلوی بھی انگریز کے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے آگے بڑھے اور جس فرد یا جماعت نے انگریز کے اقتدار کے خلاف ''علم جہاد'' بلند کیا وہی احمد رضا خان بریلوی کی ''طعن وتنقید'' کا نشانہ بنے۔

خصوصاً ''علمائے دیوبند'' جنہوں نے ''اسلام کی صحیح تبلیغ'' اور ''نشر واشاعت'' کے سلسلہ میں ''قرآن وسنت'' کی مسلمہ تشریحات کے چراغ اور شمعیں جلائیں جن سے آج بھی ''کرہ ارض'' کے علاقے جگمگا رہے ہیں، ان کے خلاف الزامات کا ایک طوفان کھڑا کردیا اور ان کی ''عبارات میں قطع وبرید'' کرکے ان کی ''تکفیر تک کرڈالی'' اور ''اولیائے دین'' اور ''علمائے امت'' کی سنگین توہین کے مرتکب ہوئے۔

زیر نظر اس کتاب میں محترم ''جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب'' نے اکابر کی عبارات کے ''خود ساختہ مفہوم'' کی خوب تردید کی اور احمد رضا خان بریلوی کی ''علمی ودینی خیانت'' کی خوب نشاندہی کی اور ''علمائے حجاز'' کے درمیان خان بریلوی کے ''مقام ومرتبہ'' کی خوب وضاحت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی کاوش کو مقبول فرمائیں اور ہم کو ''قرآن وسنت'' کی صحیح معنوں میں پیروی کرنے اور ''شرک وبدعت'' کی نجاست سے دور رہنے کی توفیق عنایت فرمائیں (آمین)

علمائے دیوبند معاصرین

کی نظر میں

از محمد جاوید عثمان میمن

خلیفہ مجاز

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر:

عثمانی کتب خانہ

☆☆☆

کتاب : علمائے دیوبندؒ، معاصرین کی نظر میں

تألیف : محمد جاوید عثمان میمن

طبع اوّل : محرم الحرام ۱۴۲۸ھ ، بمطابق جنوری 2008ء

تعداد : ۱۰۰۰

کتابت : الکاتب کمپوزنگ ، دکان نمبر ۹ اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن

موبائل 0344 3407134

ناشر : عثمانی کتب خانہ، کراچی

مطبوعہ : ایجوکیشنل پریس

ملنے کے پتے



☆ اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔

☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال، کراچی۔

☆ مکتبہ الانوار، بنوری ٹاؤن، کراچی۔

☆ مکتبہ البخاری، لیاری کراچی۔

☆ بھائی خالد صاحب ، مین دروازہ جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

☆ بیت القلم گلشن اقبال، کراچی۔

☆ بیت الکتب، گلشن اقبال کراچی۔

☆ دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی۔

☆ احسنی کتب خانہ، جامع احسن العلوم گلشن اقبال۔

☆ مکتبہ عمر فاروق، جامعہ فاروقیہ، کراچی۔

☆ اسٹال جامع مسجد بیت المکرم گلشن اقبال، کراچی

☆☆





فہرست

☆☆☆☆

فہرست

☆☆☆☆

فہرست

☆☆☆☆

☆☆☆☆

درس گاہ عظیم

دیو بند ہے انوار مدینہ کی تجلی — توحید کی اس شمع سے روشن ہے زمانہ
اس مکتبہ فکر کے ممنون ولی ہیں — مذہب کی حقیقت ہے یہ باقی ہے فسانہ
کاشانہ رحمت ہے زمانے کی نظر میں — بیٹھا تھا جہاں تنہا اللہ کا دیوانہ
محمودؒ جہاں سوئے مدنیؒ جہاں لیٹے — اس خاک میں محفوظ ہے ملت کا خزانہ
ایمان ہے آئین فرنگی سے بغاوت — بخشا ہے اسی خاک نے ملت کو ترانہ
نکلے ہیں اسی ساز سے توحید کے نغمے — قائل ہیں اسی بات کے اغیار و یگانہ
ابھرے نہ کبھی ہند میں دیوبند کا سورج — ڈھونڈا ہے کئی بار فرنگی نے بہانہ

اللہ کرے ہند میں خود اس کی حفاظت
مرکز ہے یہ جانباز کے ایماں کا یگانہ

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا فضل محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین. اما بعد:

’’اہل السنۃ والجماعۃ‘‘ اہل حق کا تعارفی نام ہے اس کا پہلا جزء ’’اہل السنۃ‘‘ ہے اور دوسرا جزء ’’والجماعۃ‘‘ ہے، اسکی تفصیل یہ ہے کہ اسلام میں جو مسلمان پیغمبر انقلاب فخر کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر چلتے ہیں اور سنت کی پیروی کرتے ہیں، اور اس راستے کی ہر قربانی کیلئے تیار رہتے ہیں انکو امت کے ’’سلف صالحین‘‘ نے ’’اہل السنۃ‘‘ کا نام دیا ہے، یہ نام کسی فرقہ بندی کی وجہ سے نہیں دیا گیا بلکہ کردار و عمل اور نظریات و اعتقادات کی وجہ سے دیا گیا ہے۔

اس کے مقابلے میں ’’اہل بدعت‘‘ ہے یہ ’’اہل باطل‘‘ کا تعارفی نام ہے، اسلام میں جو لوگ بدعت کو پسند کرتے ہیں اور قول و فعل سے اسکی ترویج کرتے ہیں اور غلط نظریات واعتقادات کو دل و دماغ میں بساتے ہیں، دین میں نئی نئی راہوں کو تلاش کر کے اس پر چلتے ہیں، ایسے لوگوں کو ’’سلف صالحین‘‘ نے ’’اہل بدعت‘‘ کے نام سے یاد کیا ہے یہ انکا تعارفی نام ہے۔

اسی طرح ’’اہل اسلام‘‘ میں سے جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت

سے محبت رکھتے ہیں، انکو ہدایت پر مانتے ہیں، انکو دین کے سرخیل جانتے ہیں، انکے نقشِ قدم پر چلتے ہیں اوران کواس امت کے کامیاب ترین افراد تصور کرتے ہیں ایسے لوگوں کو ''الجماعۃ'' کہتے ہیں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے محبت کرنے والے اوران کے نقشِ قدم پر چلنے والے، گویا ''اہل سنت والجماعۃ'' وہ لوگ ہیں جوسنت پر چلنے والے ہوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے محبت کرنے والے ہوں اس نام اوراسی تفصیل کی طرف حدیث مبارکہ میں اشارہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ﴿ما انا علیہ واصحابی﴾ حدیث مبارکہ کےاس جملے میں ''اہل سنت والجماعۃ'' کا مفہوم بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہےاوراس سے ''اہل بدعت بریلوی'' اور''اہل رفض شیعہ'' خارج ہوجاتے ہیں کیونکہ ''اول الذکر اہل سنت'' کہلانے کے مستحق نہیں ہیں اور''ثانی الذکر نہ اہل سنت'' کہلانے کے مستحق ہیں اور نہ ''والجماعۃ'' کہلانے کے قابل ہیں۔ ''علمائے دیوبندؒ ہی اہل سنت والجماعۃ'' ہیں اور یہ حضرات اس نام کے سب سے زیادہ مستحق ہیں اوراس کا پہلا مصداق ہیں، یہ شبہ ذہنوں میں اس لئے آتا ہے کہ ''اہل بدعت بریلوی'' نے اپنے سیاہ کارناموں کو چھپانے کیلئے اپنے آپ کو''اہل سنت'' پکارپکار کراتنا شور مچایا ہے کہ عوام کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ واقعی یہی ''بدعتی بریلوی اہل سنت'' ہیں حالانکہ وہ ''اہل بدعت'' ہیں ''اہل سنت'' نہیں ہیں۔

بہرحال ''حضرت مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب'' کی کتاب ''علمائے دیوبندؒ، معاصرین کی نظر میں'' دوحصوں پرمشتمل ہے، ابتدا سے لےکر (صفحہ ۱۹ تک) اس کتاب کا ''مقدمہ'' ہے جوخود ''موصوف مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب'' کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسکے بعد کتاب کے آخر تک '' مولانا محمد جاوید عثمان میمن

صاحب'' نے مختلف علماء، صوفیاء اور دانشوروں کے کلام سے وہ اقتباسات نقل کئے ہیں جو ''علماء دیوبندؒ'' کی ''مدح وتوصیف'' اور انکی ''توثیق وتعریف'' میں ہیں، میں سمجھتا ہوں یہ ایک بہترین کوشش ہے اور عمدہ معلومات ہیں۔

اگر کسی شخص میں ''عناد وعداوت'' نہ ہو اور ''مکابرہ ومشاجرہ'' سے اس کا ذہن پاک ہو اور حق کی معمولی سی جستجو اس کے دل ودماغ میں ہو تو یہ کتاب ''علمائے دیوبندؒ، معاصرین کی نظر میں'' اسکی ہدایت کیلئے کافی شافی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ''مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب'' کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے راہ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کی رہنمائی فرمائی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو ہر خاص وعام کیلئے مقبول بنائے اور ''مؤلف'' کیلئے ذریعہ آخرت بنائے۔

آمین یارب العٰلمین۔

فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی
استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی
۱۲ رجب ۱۴۲۶ھ
مطابق ۱۶ ستمبر ۲۰۰۵ء

﴿تقریظ﴾

مناظر اہلسنت حضرت اقدس مولانا عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم عالیہ

﴿شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس کراچی﴾

خلیفہ خاص

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب شفاھم اللہ شفاء عاجل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ الصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ.

امابعد ! ''دارالعلوم دیوبند'' نے اپنے قیام سے لے کر آج تک دین وملت کی جو لازوال خدمات انجام دی ہیں اس کا انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی روز روشن میں وجود آفتات کی دلیل طلب کرے، اس لئے کہ !

آفتاب آمد دلیل آفتاب

لیکن اس کے باوجود اگر کوئی انکار کرے تو پھر یہی کہا جا سکتا ہے۔

گر نہ جنید بروز شپر چشم

چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

یہ بات ہم مسلکی یا جماعتی حمایت ومحبت سے مجبور ہو کر نہیں کہہ رہے بلکہ جس مورخ ومبصر نے بھی ''دارالعلوم دیوبند'' اور ''علماء دارالعلوم دیوبند'' کی خدمات دینیہ وملیہ کا بصیرت کی روشنی میں دل کی آنکھوں سے مطالعہ کیا ہے وہ یقیناً یہ کہہ اٹھا ہے اگر ''دارالعلوم دیوبند'' کا قیام ''ہندوستان'' میں عمل میں نہ آتا تو آج ہندوستان سے

اسلام کا نام مٹ چکا ہوتا، جناب آغا شورش مرحوم نے کیا خوب کہا ہے !

اس میں شک نہیں کہ دیوبند کا وجود
ہندوستان کے سر پر ہے احسان مصطفیٰ ﷺ

یہ تو پرانی بات تھی کہ ''دارالعلوم دیوبند'' کی خدمات کا محور و مرکز ہندوستان تھا، آج ہم علی وجہ البصیرت یہ کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں مسلمان آباد ہوں اور وہاں ''دارالعلوم دیوبند'' سے تعلق رکھنے والے علماء یا ان کے اثرات نہ پہنچے ہوں پھر جناب آغا شورش مرحوم یاد آ رہے ہیں، جنہوں نے کہا تھا۔

گونجے چار گھونٹ میں نانوتویؒ کا نام
بانٹا ہے اس نے بادۂ عرفان مصطفیٰ ﷺ

اپنے تو تعریف کرتے ہی ہیں اور اپنوں کی تعریف تمام تر صداقت کے باوجود وہ اثر نہیں چھوڑتی جو غیر کے چند جملے چھوڑ جاتے ہیں۔ ''محترم جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ'' نے ''علماء دیوبندؒ'' کی خدمات دینیہ وملیہ کے اعتراف میں ایسے ہی سلیم الفطرت اور صاحب بصیرت بزرگوں کے اقوال کو جمع کیا ہے جو شرباً و انشاباً دیوبندی نہیں ہیں۔

راقم کو افسوس ہے کہ اپنی پے در پے تدریسی و تبلیغی مصروفیات اور دیگر کئی عوارضات کی وجہ سے اس کے بالاستیعاب مطالعہ کا خط نہ اٹھا سکا تاہم شندرہ شندرہ دیکھا، ''مؤلف جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ'' کی محنت وجستجو کی داد دیتا ہوں کہ اوراق تاریخ میں بکھرے ہوئے اقتباسات کو انہوں نے

موتیوں کی لڑی میں پرو دیا ہے۔

دعا گو ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ ''مؤلف'' کی محنت کو حسن قبول عطا فرمائیں اس طرح کی مزید دینی خدمت کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائیں ''گم کردہ راہ'' لوگوں اور مغبوضین کو ہدایت دیں، اور ''محترم جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ'' نے جن بزرگوں (یعنی علماء دیوبندؒ) سے اپنا انتساب قائم کیا ہے اس کو دائمی فرما کر فرداً کے قیامت انہی کی معیت میں جمع فرمادے۔

امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

﴿تقریظ﴾

استاذ العلماء حضرت اقدس مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم العالیہ

تلمیذ رشید | خلیفہ خاص

مفتی اعظم | عارف باللہ

حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ | حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب شفاھم اللہ شفاء عاجلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابتداء ہی سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے انسانوں کو اصل مقصد سمجھا کر دونوں راہیں بتلا دیں جو عند اللہ کامیابی اور ناکامی کی طرف لے جانیوالی مقرر ہیں چنانچہ اب جو شخص کامیابی کے راستے کو اختیار کرے گا وہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور جو ناکامی کی راہ پر چلے گا تو بلاشبہ وہ ناکامی کا سامنا کریگا۔

اسلام ان راہوں میں سے آخری راہ ہے جو لوگوں کو ''کفر وشرک'' اور ''بدعات'' سے بچا کر ''توحید وسنت'' کی دعوت دیتا ہے اور اپنے اوپر کامل طریقے سے چلنے والوں کو کامیابی کی خوشخبری سناتا ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون﴾ آیت کریمہ کے اندر دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری کا اعلان فرمایا ہے کہ ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اس ذمہ داری کے پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس دار الاسباب میں درجہ سبب میں ہر زمانے میں کچھ ایسے بندے پیدا فرمائے ہیں، جنہوں نے قرآن کریم کے الفاظ، لب ولہجہ اور معانی ومعارف کو اصلی اور حقیقی حالت کے مطابق محفوظ

کر کے آگے پہنچانے کا کام کیا ہے اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

بفضلہٖ تعالیٰ ''علمائے دیوبندؒ '' بھی ان خوش قسمت حضرات کی جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے جو اسلام کے ہر پہلو خواہ عقائد سے متعلق ہو یا اخلاق سے، اعمال سے متعلق ہو یا معاملات سے کو من وعن محفوظ کر کے امت کو حقیقی اسلام سے روشناس کرانے کا کام کرتی چلی آرہی ہے۔

چونکہ یہ عالم مجموعہ اضداد ہے جہاں دن ہے تو اسکے مقابلہ میں رات ہے عدل کے مقابلے میں ظلم ہے حسن کی ضد قبیح ہے وغیرہ وغیرہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حق کے مقابلے میں باطل کو بھی پیدا کیا ہے تا کہ مثبت، منفی ہر پہلو سے حق واضح ہو جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس تکوینی نظام کے تحت ہر زمانے میں ''اہل حق'' کے مقابلے میں ''اہل باطل'' بھی ہوتے ہیں جو بلا وجہ ''اہل حق'' پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں اور حق کو دبانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں لیکن اس سے حق دبتا نہیں جس طرح قمر (چاند) دنیا میں کتوں کے بھونکنے سے رکتا نہیں بلکہ آب وتاب کیساتھ اپنا سفر جاری رکھتا ہے اور کتے بھونکتے بھونکتے تھک جاتے ہیں ایسے ہی ''قمر اسلام'' کو بھی کوئی باطل پرست اپنے بھونکنے سے متاثر نہیں کر سکتا بلکہ جتنا باطل کا اندھیرا بڑھتا ہے اتنا ہی وہ زیادہ نکھر کر طلوع ہوتا ہے۔

''علمائے دیوبندؒ '' ان عظیم کارناموں کے سبب چار دانگ عالم میں ''علمائے حق کی جماعت'' سے متعارف ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر مکتب فکر کے اکابر ان کی مدح وثناء کے ساتھ رطب اللسان نظر آتے ہیں ہے یہاں تک کے اس مکتب فکر کے اکابر نے بھی ان ''علمائے دیوبندؒ '' کو بہت بھاری بھر کم اور گرانقدر ''توصیفی وتعریفی'' جملوں سے یاد کیا ہے (ان اکابر کے نام اور جملے زیر نظر کتاب ''علمائے دیوبندؒ ،

معاصرین کی نظر میں'' آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں گے) جن کے اصاغر نے آج رات دن ان ''علمائے دیوبندؒ'' کے خلاف ایک ''طوفانِ نفرت'' برپا کیا ہے جن میں سے بعض ان ''علمائے دیوبندؒ'' کو گستاخان رسول ﷺ کا بہتان لگا کر دھڑ ادھڑ کفر کے فتوے لگا رہے ہیں اور بعض ''علم غیب، حاضر ناظر اور نور و بشر'' کے مسائل کی آڑ میں کفر کی توپیں چلا رہے ہیں اور بعض گیارہویں، تیجہ چہلم وغیرہ بدعات کے عشق و محبت میں ان ''نفوس مطہرہ'' کو گمراہ اور بے دین بتاتے پھرتے ہیں۔

کاش ! یہ اصاغر اپنے ہی اکابر کے اقوال اور تحریرات پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے تو انصاف انہیں مجبور کرتا کہ جن ''نفوس مطہرہ'' کی حقانیت کی شہادت آپکے اپنے اکابر بھی دے چکے ہیں انکے خلاف قلم و زبان استعمال کرنا حقیقت میں اپنے ہی اکابر سے بغاوت ہے، اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ان کو ہدایت عطا فرمائیں۔

''فاضل مرتب برادرم مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ'' نے اپنی دوسری تصانیف میں بھی جہاں مثبت پہلو (عقائد و اعمال ''علمائے دیوبندؒ'' اہل حق) کو اجاگر کیا ہے وہاں منفی پہلو (شرک و بدعت) کی بھی واضح نشاندہی کی ہے تاکہ حق کی کماحقہ وضاحت ہو جائے اور ہر سطح کا مسلمان آسانی سے حق سمجھ سکے اللہ تبارک وتعالیٰ اس انداز پر ''فاضل موصوف برادرم مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ'' کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

وہ مسلمان جو صلح کل کے عادی ہیں اور انکو یہ جارحانہ انداز فتنہ نظر آتا ہے ان کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ درج ذیل باتوں پر غور کریں :

(۱) کیا قرآن کریم میں غلط نظریات کا صراحۃً رد موجود نہیں ؟

(۲) ﴿لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثۃ﴾ آیت کریمہ میں

نصرانیوں (یعنی عیسائیوں) کے کفر کا حکم صراحۃً نہیں ؟

(۳) کیا محسن انسانیت ﷺ نے ''شرک و بدعت'' کی واضح الفاظ میں ''تردید'' نہیں فرمائی ؟

(۴) کیا رحمت کائنات ﷺ نے ''۳۶۰'' بتوں کا صراحۃً انکار نہیں فرمایا ؟

(۵) مشرکین قریش کا اختلاف کس بنیاد پر تھا؟ کیا قرآن کریم نے واضح طور پر نہیں فرمایا ﴿ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ (۱) لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (۲) ﴾ (سورۃ الکٰفرون) ''آپ ﷺ (ان کافروں سے) کہہ دیجئے کہ اے کافرو (میرا اور تمھارا طریقہ متحد نہیں ہوسکتا اور) نہ (توفی الحال) میں تمھارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں''۔ (تفسیر بیان القرآن مولانا تھانویؒ)

(۶) اکابر علماء کرامؒ نے بھی اس اصل کے مطابق بے شمار کتابیں تحریر فرمائی ہیں جن میں سے ایک کتاب ''فتنہ مودودیت'' مؤلفہ ''حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ'' کی بھی ہے جس کے نام سے منفی پہلو آشکار ہے۔

دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ''برادرم جناب مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب زید مجدہم'' کی اس کاوش کو قبول فرمادیں اور بے راہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنادیں اور ہم سب کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرما کر اپنے خاص بندوں میں شامل فرمادیں۔

(آمین)

﴿تقریظ﴾

شیخ الحدیث والتفسیر استاد العلماء حضرت اقدس مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ خاص

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت اقدس مولانا شاہ حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدو نصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین.

اما بعد !

قرآن کریم کے مطالعہ سے واضح ہے کہ جب بھی انبیاء کرام علیہم السلام نے اقوام کفار کے سامنے تبلیغ حق کی، انہوں نے ان پاکیزہ نفوس پر بہتان تراشی کی بھرمار کردی، کاذب، شاعر، ساحر، مجنون، مفتریٰ جیسے غلیظ القاب سے نوازا، اللہ تعالیٰ کے ان پیارے رسولوں نے صبر وتحمل کے ساتھ اپنا فریضہ تبلیغ حق جاری رکھا اور احسن طریق سے اپنا دفاع کیا نتیجۃً حق غالب اور باطل مغلوب رہا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے !

﴿قل جآء الحق وزحق الباطل﴾

بعینہ اسی طرح جب ہمارے اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اجراء مدارس، تبلیغ دین کی صورت میں شمع حق روشن کی تو اہل باطل نے اپنی پھونکوں سے اسکو بجھانے کی خوب کوشش کی، ان کی عبارات کی قطع وبرید کرکے اور غلط مطلب حاصل کر

کے دلیری سے تکفیر کی اور کرائی گئی۔ مگر جب ''ہمارے اکابر علماء دیوبند کے ممتاز شاگردوں'' نے انکے اس خبث باطن کو ملت اسلامیہ علماء ومسلمانوں کے سامنے رکھا اور عبارات کا صحیح حل پیش فرمایا تو ﴿قل جآء الحق وزحق الباطل﴾ کا منظر سامنے تھا، نتیجۂ فریق مخالف کے اپنے اکابر نے بھی ''علماء دیوبند کو عاشق رسول ﷺ اور اہل حق'' کا خطاب دیا، ان فریق مخالف کے اکابر کے نام یہ ہیں :

پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف، پیر جماعت علی شاہ، پیر کرم علی شاہ سجادہ نشین بھیرہ شریف، پیر محمد اسماعیل کرماں والے، خواجہ شیر محمد شرق پوری شریف لاہور، خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف ضلع رحیم یار خان، خواجہ قمر الدین سیالوی سیال شریف، وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ''برادر عزیز حضرت مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب مدظلہ'' کو خوش رکھیں اور ان کی زندگی میں برکات عطا فرمائیں، جنہوں نے اپنے ''اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین'' کا خوب دفاع کیا اور ان کی عبارات کا صحیح حل پیش کیا، تحریفات کی خوب نشاندہی کی اور اپنے ''اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین'' سے محبت اور صحیح جانشینی کا خوب حق ادا کیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء خوب فرمایا !

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند !

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

﴿ تقریظ ﴾

مجاہد اسلام حضرت اقدس مولانا محمد الیاس گھمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

﴿ سرپرست اعلیٰ مرکز اہل السنّت والجماعت، سرگودھا ﴾

خلیفہ خاص

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب شفاھم اللہ شفاء عاجلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ الصلوۃ والسلام علی امام الأنبیاء والمجاھدین وعلیٰ آلہ الطیبین الطاھرین و اصحابہ اجمعین.

امابعد! ''علماء دیوبندؒ'' نے اس دور میں ''پرچم اسلام'' کو بلند کیا جس دور میں ''پرچم رسم'' کو سرنگوں کرنے کیلئے ایک ایسی طاقت ''میدان جنگ'' میں تھی جس کی زمین حکومت اور اقتدار میں سورج غروب نہ ہوتا تھا، مگر ''علماء دیوبندؒ'' کی جرأت، حق گوئی، قربانی وایثار، تقویٰ و ''جہاد فی سبیل اللہ'' نے اس فرعونِ زمانہ فرنگی حکومت پر ایسی آہنی ضربیں لگائیں کہ اب ان کی سرزمین حکومت میں چھ چھ ماہ تک سورج طلوع نہیں ہوتا۔

اور ایک بار ''پرچم اسلام'' کو گرانے کیلئے ایک ایسی طاقت میدان میں اتری جنکی لغت میں ''شکست'' کا نام نہ تھا۔

مگر ''علماء دیوبندؒ'' کے فرزندوں نے اپنے ''اسلاف واکابر'' کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بزدلوں کی طرح انکی پشتوں پر نہیں بلکہ بہادروں کی طرح انکے سینوں پر

ایسے وار کئے کہ اب لغت اور ڈکشنری میں ''فتح'' کے الفاظ نہیں تھے۔

جو پوری دنیا پر حکومت کے خواب دیکھتے تھے اب ان کیلئے اپنے ملک کو سنبھالنا مشکل ہوگیا، ان ''اکابر علماء دیوبندؒ'' کی شان میں اپنوں کے علاوہ غیروں کا ''کلمات خیر'' کہنا صحیح معنی میں اس بات کا مصداق ہے کہ ''حسن وہ ہے جس کو سوکن بھی تسلیم کرے''۔

نہایت مبارک باد کے مستحق ہیں ''محترم مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب دامت برکاتہم'' جنہوں نے ان ''اکابر علماء دیوبندؒ'' کے بارے میں اپنوں اور اغیار کے کلمات خیر کو جمع فرمایا، اللہ تبارک تعالیٰ انکی اس مبارک محنت کو قبول فرمائے۔

(آمین)

محتاج دعا
محمد [illegible]
۱۷/۱۲/۱۴۳۴ھ

تقریظ

مخدومی ومحترمی حضرت اقدس مولانا محمد زبیر مکی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(امام مسجد الرحمہ، مکۃ المکرّمہ، سعودی عرب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

اما بعد ! کتاب کا مطالعہ کیا الحمد للہ بہت عمدہ ہے ''ردّ بریلویت'' میں خاص کر ''ردّ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے مذہب خودساختہ بدعات'' کے بارے میں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ''مؤلف موصوف حضرت مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ'' کو اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دینی کاموں کی اشاعت کیلئے قبول فرمائے اور اس پُرفتن دور میں جتنے نئے فتنے ظاہر ہورہے ہیں ان کے مقابلے کیلئے علماء حقہ کی شدید ضرورت ہے جو اس نہج پر کام کریں تاکہ لوگوں کو صحیح دین کی روشنی نصیب ہو اور لوگ صراط مستقیم پر چلیں جس طرح ''محترم مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب'' نے بریلویت پر قلم اٹھایا دین کے اندر انکی اضافی بدعات کا ردّ کیا ہے اور انہیں اپنی اضافی بدعتوں کے بارے میں غور وفکر کی دعوت دی ہے اور اعتدال کا راستہ دکھایا ہے اسی طرح میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ''بریلویت'' کی طرح جنہوں نے حد اعتدال کو چھوڑ کر بدعتوں کا اضافہ کیا اسی طرح موجودہ زمانہ کا نیا فتنہ ''غیر مقلدین'' جنہیں عرف عام میں ''اہل حدیث'' کہا جاتا ہے جس طرح ''بریلوی فتنہ'' انگریزوں کے زمانے میں پیدا ہوا ''ملکہ وکٹوریہ'' سے پہلے انکا وجود تک نہیں تھا، اسی طرح ''غیر

مقلدین'' کا بنام فرقہ ''اہل حدیث'' بھی ملکہ وکٹوریہ انگریز برطانیہ کے ہندوستان پر قبضہ سے قبل موجود نہیں تھا، انگریزوں کی عدالت سے ''مولوی محمد حسین بٹالوی'' کی درخواست پر منظور ہوا اگر اس سے پہلے ان کا وجود تھا تو ثبوت پیش کریں، جس طرح عوام کو جہالت میں مبتلا کرنے اور اصل دین سے دور کرنے کیلئے ''بریلوی فرقہ'' پیدا ہوا اسی طرح دین سے دور کرنے کیلئے ''سابقہ علماء، آئمہ مجتہدین اور محدثین کرام رحمھم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین'' سے بدظن کرنے کیلئے اور دین میں ترمیم کر کے عمل صالح میں کمی کرنے کو اپنا شیوہ بنایا، توحید کا نعرہ لگا کر رسالت کا درجہ محبت کم کرنے کی کوشش کی گئی صحیح احادیث مبارکہ کو ضعیف ظاہر کر کے امت کو رسول ﷺ کے اعمال مبارکہ سے دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

''محترم مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ'' سے عرض ہے اس پر بھی محنت کریں اور ''غیر مقلدین'' بنام ''اہل حدیث'' کے بارے میں بھی کتب لکھیں اور امت مسلمہ کو اعتدال کا راستہ دکھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے اعمال کی ترغیب دیں، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائیں۔

(آمین)

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۴۲۷ھ [illegible]

تقریظ

ترجمان اہلسنت حضرت اقدس مولانا شکور احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بَشَّرَ الْمُوَحِّدِیْنَ بِجَلَالِ النِّعَمِ وَاَنْذَرَ الْمُشْرِکِیْنَ عَنْ سَلَاسِلِ النِّقَمِ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی مَنْ أَسَّسَ التَّوْحِیْدَ لِلْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُوْلِی الْمَجْدِ وَالْکَرَمِ (ط)

اما بعد! اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے دو سلسلے قائم فرمائے، ایک کتاب اللہ اور دوسرا رجال اللہ، کتاب اللہ تو اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں اور رجال اللہ سے مراد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہیں، جن لوگوں نے ان دو سلسلوں سے تعلق جوڑا وہ کامیاب ہو گئے اور جو لوگ ان دونوں سلسلوں سے کٹ گئے وہ گمراہ ہو گئے، جن حضرات نے ان دو سلسلوں سے تعلق جوڑا ہے وہ ''علماء حق'' کہلاتے ہیں اور جنہوں نے تعلق توڑا ہے وہ ''علماء سوء'' کہلاتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں ''علماء حق'' کا صحیح مصداق اکابر علماء دیوبند اہلسنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم ہیں اور ''علماء سوء'' کا صحیح مصداق بدعتی اور رضا خانی مولوی ہیں ''مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی'' نے ''علماء حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت'' رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے خلاف ایک کتاب بنام ''حسام الحرمین'' لکھی، جن میں ''علماء حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت'' کی کتابوں کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا اور ان نفوس قدسیہ

کے خلاف جھوٹ بددیانتی اور بہتانات کا ایک ایسا ناپاک سلسلہ شروع کیا گیا اور کبھی ''علماءِ حق اکابر دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم'' کو ختم نبوت کا منکر قرار دیا اور کبھی ان کو منکرِ درود وسلام اور گستاخ رسول مقبول ﷺ کے طور پر پیش کیا گیا (نعوذ باللہ) لیکن حقیقت سے ان باتوں کا دور کا واسطہ بھی نہیں ہے، پھر ''مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی'' نے اس کتاب ''حسام الحرمین'' کو علماء عرب ''مکہ مکرّمہ ومدینہ منوّرہ'' کے پاس لے گئے اور ان حضرات کو ورغلانے کی کوشش کی اور ''علماءِ حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم'' کے خلاف کفر کا فتویٰ لینے کا مکروہ طریقہ اپنانا چاہا لیکن وہ اپنی اس ناپاک سازش میں کامیاب نہ ہوسکے، اپنی اس کتاب میں ''فاضل بریلوی'' نے کبھی ''قاسم العلوم والخیرات حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ'' کو کبھی ''امام ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ'' کو اور کبھی ''حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ'' کو تنقید کا نشانہ بنایا، تو پھر اس پر ''علماءِ حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم'' کی طرف سے ''۲۶ سوالوں کے جوابات'' کے علاوہ بھی مختلف کتابیں بطور جواب میں لکھی گئیں، جن میں ''المہند علی المفند'' اور ''رسائل چاندپوری دو جلدوں'' میں اور ''عبارات اکابر'' اور ''رضاخانی مذہب'' اور ''مطالعہ بریلویت'' وغیرہ کتابیں لکھی گئیں جن میں تفصیل سے ان کے غلط الزامات و بہتانات کا پردہ چاک کیا گیا۔

ہمارے دوست ''حضرت مولانا محمد جاوید عثمان میمن صاحب حفظہ اللہ'' نے کئی کتابیں تحریر فرمائی جن میں ایک کتاب بنام ''احمد رضا خان حقیقت کے آئینہ میں''

اور دوسری کتاب جو زیر طبع ہے ''علماء دیوبندؒ معاصرین کے نظر میں'' جس میں پیر مہر علی شاہ، پیر جماعت علی شاہ، پیر کرم علی شاہ، پیر محمد اسماعیل کرماں والے، خواجہ شیر محمد شرق پوری، خواجہ غلام فرید وغیرہ کی کتابوں سے ''علماء حق اکابر دیوبند اہلسنت والجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم'' کے بارے میں ان حضرات نے بھی مسلمان ہونے اور مسلمانوں کے مذہبی پیشوا ہونے کی سعادتیں دی ہیں اور انہیں انگریز سے جہاد کرنے والا اور برصغیر کے تمام مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا اقرار دیا ہے اور ''مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی'' کے کفریہ فتوؤں کی پوری زندگی کبھی تائید نہیں فرمائی، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ان تمام کتابوں کو قبول فرمائے اور مصنف کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

احقر شکور آتر حنفی دیوبندی

بتاریخ ۱۴ شعبان ۱۴۲۷ھ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لک الحمد بھدایتک علی من انزل علیه الکتاب سیّد الآنام خیرالداعین الی الحق یآ ملک یوم الدّین بحق ایّاک نعبد و ایّاک نستعین o ایانا اھدنا والصراط المستقیم o صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم و لا الضالین o ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب o اللّٰھم لک الحمد کلهٗ ولک الشّکر کلّهٗ اللّٰھم لا احصی ثناءً علیک o کل الحمد منک والیک وبک انت کما اثنیت علیٰ نفسک o اللّٰھم ارنا الحقّ حقّاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وّارزقنا اجتنابه o اللّٰھم افتح لنا بالخیر واجعل عواقب امورنا بالخیر o بحرمت سیّد الاولین والآخرین خاتم النّبیین والمرسلین سیّد الابرار ﷺ o

الحمد للّٰه الذی نجانا من الغوایة والغباوة والشقاوة والقساوة والغفلة والعیلة والذلةفی سلوک وطرق حفاظة الایمان o والصلوة والسلام الاتمان الاکملان علی سیدنا وسندنا وسند ربنا ونبینا ورسولنا وحبینا وحبیب ربنا وطبیبنا وطبیب قلوبنا وشفیعنا ومولانا محمد مفرق فرق الکفر والطغیان وعلیٰ اٰله واصحابه الطاھرین وعلماء امته واولیاء ملته الکاملین الناصرین شریعته والعاملین وعلیٰ عبادک الصالحین وعلی اھل طاعتک وارحمنا معھم اجمعین من اھل السّمٰوٰت والارضین برحمتک یا ارحم الرّاحمین o

خدا کے بعد وہ سب سے بزرگ وبرتر ہیں
محمد عربی پر یہ جسم وجان ہے نثار
انہی کی ذات مقدس کا فیض ہے سارا
نہیں ہے رحمت عالم کی رحمتوں کا شمار ﷺ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی سیاسی ناکامی کے بعد انگریزی گورنمنٹ کے نمائندوں کے ہاتھوں دہلی کے علمی مراکز برباد ہو چکے تھے، علمی مراکز کی تباہی نے ''تحریک ولی الٰہی'' کو شدید نقصان پہنچایا، چنانچہ اس طرف ''علمائے دیوبندؒ'' نے پوری توجہ دی، اس لئے کہ اسلامی علوم کی صحیح معنی میں ترویج وحفاظت کئے بغیر اسلامیان ہندوستان کی صحیح اسلامی خطوط پر تربیت ناممکن نہیں مشکل ضرور تھی۔

چنانچہ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۷ء کو ''دار العلوم دیوبند'' (مدرسہ عالیہ دیوبند) کا قیام عمل میں لایا گیا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے ترویج علوم اسلامی کی خاطر سہارنپور، رائے پور، کانپور، تھانہ بھون الغرض ہندوستان وپاکستان وغیرہ کے بے شمار شہروں اور قصبات میں ''علماء دیوبندؒ'' نے مراکز علمی قائم کر دیئے، جو ''علماء دیوبندؒ'' کی علمی ودینی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے، علوم قرآن وسنت وفقہ وعلم کلام کے علمی جواہر پارے تشنگان علم کی پیاس بجھانے کیلئے دنیا کے ہر گوشے میں موجود ہیں ''علماء دیوبندؒ'' کی یہ دینی علمی وسیاسی خدمات ''اظہر من الشمس'' ہیں، اللہ رب العزت نے اس آخری زمانے میں ''علماء دیوبندؒ'' سے اپنے دین اسلام کی جو خدمت لی ہے اور انہیں زندگی کے ہر شعبے میں جن دینی، علمی وسیاسی کارناموں کی توفیق بخشی کسی بھی معقول انسان کو ان اسلامی خدمات کا اعتراف کئے بغیر چارہ کار نہیں۔

''علماء دیوبندؒ'' ﴿قائمة علی الحق﴾ کے سچے مصداق ہیں، جنہوں نے قرآن کریم کتاب ھدیٰ اور سنن نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنا مکمل رہنما و مقصد حیات بنایا، ''علماء دیوبندؒ'' کی مساعی جمیلہ قرآن وسنت کی رہنمائی کے تابع رہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کا پاکیزہ کردار ''میدان جہاد'' سے لیکر تمام دینی، علمی خدمات

وعملی تقویٰ تک مسلمانانِ ہندوستان اور تمام عالم اسلامیہ کے لئے عظیم الشان اور تابناک تاریخی ورثہ قرار پایا، جس پر ہمیں اور ہمارے قارئین کو بجا طور پر فخر ہے اور آنے والی قیامت تک کی نسلیں ''علماء دیوبند'' کی ممنونِ احسان رہیں گی، یہ محض دعویٰ یا دل خوش کرنے والی باتیں نہیں، بلکہ حقائق کی دنیا میں اس سچائی کی قوت کو جن کے دل روشن اور آنکھیں حق شناس ہوتی ہیں ''علماء معاصرین'' کے ہر روشن ضمیر دل نے ''علماء دیوبند'' کی ان دینی، علمی اور سیاسی خدمات کو تسلیم کیا ہے اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔

دوسری طرف مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے جاہل پیشہ ور واعظین کا ناپاک ٹولہ جس کا کردار، دین دشمنی، دینی ومذہبی تخریب کاری، مسلم آزاری اور اغیار نوازی، انگریزوں کی گورنمنٹ کی خدمات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، بلکہ اسلامی تاریخ کا ایک خوفناک باب ہے، جسے بہر حال چھپایا تو نہیں جاسکتا۔

احمد رضا خان فاضل بریلوی کے آباء اجداد کے کردار کی بات ہی کیا، عیش وعشرت کے متوالے، انگریزوں کی امداد پر پلنے والے، بکاؤ مال، انکی بے مقصد زندگیاں ایثار وقربانی سے یکسر عاری اور اغیار نوازی، انگریزوں کی خدمات کے ساتھ مسلم آزاری کا وہ طغراء امتیاز ہے، اس ''خانوادہ بریلی شریف'' کی اونچی اونچی شخصیتوں اور ان جاہل واعظین میں کاظم علی خان، رضا علی خان، نقی علی خان، سردار علی خان، حشمت علی خان، محبوب علی خان، حامد رضا خان اور مصطفیٰ رضا خان وغیرہ تابعد کے نقباء شرک وبدعت عمر اچھروی کی کسی قومی وملی اور دینی، علمی ومذہبی قربانی بتاؤ، دین اسلام

اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے کون سے عشرت کدے چھوڑے، یہ انگریز کی امداد پر پلنے والے احمد رضا خان فاضل بریلوی اوران کے جاہل پیشہ ور واعظین حرام کا حلوہ کھانے والے عامۃ الناس سے کہتے ہیں صاحب یہ تو اللہ رب العزت کی مہربانی ہے کہ کسی نیکی کی ترویج کیلئے تکالیف میں نہیں ڈالا ،اب کون بتائے ان سادہ لوح معصوم مسلمانوں کو کہ اللہ رب العزت کے محبوب ترین رسول رحمت کے پیکر، شفقت کے مظہر، محبت والفت کے مصدر، امت کے رہبر، حبیب رب اکبر، آقائے نامدار جناب محمد مصطفی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل ﴾

ترجمہ'': بنی آدم میں سب سے زیادہ سخت تکلیفیں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی ہیں (اور مجھے سب سے زیادہ تکلیفیں پہنچی ہیں) اوران پر جو ہم سے جتنی مناسبت رکھتا ہوگا ویسی تکلیفیں ان پر پیش آئیں گی''۔

''علماء دیوبند'' تو شاہ دوجہاں، محبوب کبریاء، سید کائنات، پیغمبر انقلاب، حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے نائبین اور وارثین میں سے تھے، جنہوں نے دین اسلام اور عالم اسلامیہ کے مسلمانوں کے ایمان ویقین کے تحفظ کیلئے جو قربانیاں دیں اور دین اسلام کے فروغ اوراس کی سربلندی کے لئے جو محنتیں کیں، جبکہ انگریز ہندوستان میں مکمل قبضہ کرچکا تھا اور انگریز کا مغرور وزیراعظم ''مسٹر گلیڈ اسٹون'' نے یہاں تک کہا تھا :

''اگر آسمان بھی ہمارے سروں پر گرنا چاہے تو ہم سنگینوں کی نوک پر اسے تھام سکتے ہیں''۔ (معاذ اللہ)

الغرض ایسے وقت میں انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کیلئے ''علماء دیوبند'' نے اپنی جانوں کی کوئی پرواہ نہیں کی، اس راستے سے گزرے جہاں مصائب، آلام وتکالیف کے پہاڑ ٹوٹے، قید وبند کے مراحل آئے، برداشت کیا لیکن عالم اسلام بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کے اجتماعی مفاد پر انگریزوں سے ملنا اور مفاہمت کو اختیار کرنا تو درکنار بلکہ شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ نے انگریز گورنمنٹ کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں کو اپنے ساتھ ملا کر ''تحریک خلافت'' ''تحریک ترک موالات'' ''ریشمی رومال کی تحریک'' جو ''تحریک شیخ الہند'' کے نام سے مشہور ہوئیں اور انگریزوں کے خلاف صدائے حق بلند کیا اور انگریزوں کے ساتھ یہاں تک نبرد آزما رہے کہ یوپی کے گورنر انگریز ''سر جیمس امنسٹن'' نے اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے بارے میں ایک موقع پر کہا تھا:

﴿اگر اس شخص ''محمود الحسن'' کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس جگہ سے نہیں اڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا﴾

اسی انگریز گورنر نے ایک موقع پر یہ بھی کہا تھا کہ:

﴿اگر اس شخص ''محمود الحسن'' کی بوٹی بوٹی کردی جائے تو ہر بوٹی سے انگریزوں کے خلاف عداوت ٹپکے گی﴾

کسی صاحب دل شاعر نے اس بات کی خوب ترجمانی فرمائی:

وہی مومن ہے جس کو دیکھ کر باطل پکار اٹھے

کہ اس مرد خدا پر چل نہیں سکتا فسوں میرا!

الغرض یہ ایسی حقیقتوں کے چند عنوان ہیں جن سے متعصب سے متعصب مؤرخ بھی چشم پوشی نہیں کرسکتا۔

بلاخوف وتردد دل کے پورے اطمینان کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام المسلمین حضرت اقدس شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ''تحریک سید احمد شہیدؒ'' اور ان کے خاندان کے رفقاء کے بعد ''علماء دیوبندؒ'' ہی کی برکتوں سے ہندوستان وپاکستان کے علاوہ دنیا کے ''ساتوں براعظم'' میں دین اسلام کو جو شان وشوکت اور غلبہ نصیب ہوا ہے وہ انہیں ''علماء دیوبندؒ'' کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

جہاں تک تحفظ دین، تردید مخالفین اسلام اور اصلاح المسلمین کا تعلق ہے، ''دارالعلوم دیوبند'' کے مدرسین ومبلغین کا حصہ سارے ہندوستان کے علماء معاصرین سے بڑھ چڑھ کر ہے، مثال کے طور پر ان غیر محدود کوششوں کو ملاحظہ کرلیا جائے جو انگریزوں کی گورنمنٹ کے ذریعہ آریہ سماج نے دین اسلام اور مسلمانوں کے ایمان ویقین کے خلاف کی تھیں تو آپ قارئین کو روز روشن کی طرح نظر آئے گا کہ ان کی مساعی کے مقابلے میں سب سے زیادہ نمایاں طور پر جو سینہ سپر ہوا وہ ''دارالعلوم دیوبند'' کے ہی ''علماء حق'' تھے۔

انگریزوں کو ''علماء دیوبندؒ'' کی تحریکوں کے ذریعے جب اپنی گورنمنٹ کے کمزور ہونے کا شدید تر احساس ہوگیا، تو انگریزوں نے اپنی شاطرانہ چال کے ذریعے اپنے بوقلموں مہروں کو استعمال کرتے ہوئے خم ٹھونک کر احمد رضا خان فاضل بریلوی کو میدان میں لائے انھوں نے انگریزوں کی مخالفت کرنے والے ''علماء دیوبندؒ'' اور دیگر مسلمانان ہندوستان کے مقابلے میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے

والے شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے خلاف انگریزوں کی حمایت اور انھیں خوش کرنے کیلئے انگریزوں کے حق میں فتویٰ دیا کہ ''ہندوستان دارالسلام ہے، اسے ''دارالحرب'' کہنا ہرگز (جائز) اور صحیح نہیں''۔

(اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام: ص ۲، ۸)

مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی نے یہ فتویٰ دیگر مجاہدین آزادی کی تحریک چلانے والے ''علماء دیوبندؒ'' کی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کی شاطرانہ پوری کوشش کی اور انگریزوں کے آلہ کار بنے رہے اور انگریزوں کا حق نمک بخوبی ادا کرتے رہے اس چودہویں صدی کے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ملی غیرت وحمیت کا تو کیا پوچھنا؟ ان ''بریلی شریف'' کے خان صاحبان کو دین اسلام اور مسلمانان ہندوستان کے معاملے سے قطعی کوئی غرض نہ تھی، انگریزوں کے ان مداحوں کی پوری کوشش صرف اپنے وظائف ومراعات سے غرض ہے جو انگریز سے انھیں امداد کی صورت میں حاصل ہوئے تھے اور یہ خان صاحبان ''بریلی شریف'' انھیں وظائف وامداد سے پلتے تھے، کیونکہ ''بریلی شریف'' میں مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے پردادا کاظم علی خان بریلوی انگریزوں کی گورنمنٹ کی پولیٹکل خدمات انجام دے چکے تھے، ان امداد اور وظائف کا تذکرہ کرتے ہوئے احمد رضا خان فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

﴿تعلیم دین کے لئے ''انگریزوں'' کی گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا، جو نہ مخالفت ''شریعت'' سے مشروط اور نہ اسکی طرف منجر ہو یہ تو نفع بے غائلہ ہے﴾۔

(بحوالہ المحجۃ الموتمنہ فی آیات الممتحنہ صفحہ ۱۶)

کسی صاحب دل شاعر نے اس داستان کی بہت خوب ترجمانی فرمائی ہے :

تو اِدھر اُدھر کی بات نہ کر ۔۔۔ تو بتا لٹا کہاں قافلہ !

مجھے رہزنوں سے گلہ نہیں ۔۔۔ تیری رہبری کا سوال ہے !

الغرض مسلمانان ہندوستان کی نوے فیصد اکثریت نے شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کا ساتھ دے کر احمد رضا خان فاضل بریلوی کا ممانعت جہاد اور ''ہندوستان'' کے ''دار الاسلام'' ہونے کا فتویٰ کامیاب نہ ہونے دیا، احمد رضا خان فاضل بریلوی نے بہت زوردار کوشش کی کہ ''ہندو مسلم اتحاد'' کا بہانہ بنا کر انگریزوں کے اقتدار کو کسی طرح بھی طویل کیا جائے، لیکن ''علماء دیوبندؒ'' نے ''تحریک خلافت'' اور ''تحریک ترک موالات'' شروع کر دی تھی، اب اس تحریک کی حمایت میں کیا ہندو اور کیا مسلمان سب مل کر انگریزوں کے خلاف صف آراء ہو گئے تھے، انگریزوں نے جب ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد کے تحت ''علماء دیوبندؒ'' کی تحریکوں کا جائزہ لیا تو انگریزوں نے اپنی گورنمنٹ کو زیادہ کمزور ہوتا ہوا دیکھا تو انگریزوں نے شاطرانہ انداز میں مشہور زمانہ پالیسی ﴿ڈیوائیڈ اینڈ رول﴾ یعنی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' کے تحت جو ''علماء دیوبندؒ'' کی روشن کی ہوئی شمع آزادی کے ذریعہ ''روح جہاد'' ہر مسلمان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی تھی، اس ''روح جہاد'' کو ختم کرنے کا واحد ذریعہ انگریزوں کے نمائندوں نے یہ تجویز کیا کہ ''علماء دیوبندؒ'' سے مسلمانوں کا رابطہ ختم کر دیا جائے، اس کیلئے ''علماء دیوبندؒ'' سے اختلاف و انتشار کروا کر ''تفریق بین المسلمین'' کو ہوا دینے کے لئے ''بریلی شریف'' کے خان صاحبان کو تعلیم کے نام پر امداد و وظائف مقرر کر دیئے گئے تھے، کیونکہ انگریز گورنمنٹ

کے نمائندوں کی شاطرانہ سیاسی چال یہ تھی کہ جب مسلمانوں کا ''علماء دیوبندؒ'' سے رابطہ ہی نہ رہے گا تو انگریزوں کے خلاف ''علماء دیوبندؒ'' کی جہادی تحریکیں خود بخود دم توڑ دینگی ، پھر جب کبھی انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی تحریک چلانے کی بات آئیگی تو ''علماء دیوبندؒ'' کے مذہبی اختلافات کا تذکرہ سرفہرست ہوگا، اسی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے انگریز شاطران برطانیہ نے ہندوستان کی بساط سیاست پر اپنے مخالفیں ''علماء دیوبندؒ'' جن میں جوش وولولہ اور'' جذبہ جہاد آزادی'' کے لحاظ سے ان کے ساتھ مسلمانان ہندوستان سب سے زیادہ پیش پیش تھے، ''علماء دیوبندؒ'' کو سیاسی شکست دینے کے لئے جن بوقلموں مہروں کو استعمال کیا گیا ان میں '' بریلی شریف'' کے دجالی فتنے کے مرکزی رہنما احمد رضا خان فاضل بریلوی کا چہرہ سرفہرست نظر آتا ہے۔

کسی عارف نے بہت خوب فرمایا :

اہل نظر پہ کیوں نہ حقیقت ہو منکشف !
پیدا ہوں جب کہ غیب سے سامان نئے نئے !

مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی نے انگریز شاطران برطانیہ کی خدمت کے وہ فرائض انجام دیئے اور مسلمانان ہندوستان اور'' علماء دیوبندؒ'' کے خلاف تفریق وانتشار کے وہ زہریلے بیج بوئے جو بہت جلد ایک جراثیمی تناور درخت بن کر نمودار ہوا۔

کسی شاعر نے خوب فرمایا :

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر !
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی !

مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی نے اپنا سنی، حنفی ہونے کا دعویٰ کیا اور انگریزوں کے مخالفین کیلئے وہابی، دیوبندی، ندوی وغیرہ کو کافر، مرتد، ملحد، زندیق، بے دین اور واجب القتل اور نا معلوم کیا کیا ہونے کا زوردار پروپگنڈہ کیا اور تیرہویں وچودھویں صدی کے ان علماء حق امام المسلمین حضرت اقدس شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے اہل خاندان کے جانشین ''علماء دیوبندؒ ''اور ملت اسلامیہ کے اساطین علم وفضل اور شہسواران میدان سیاست، جو مجاہدین فی سبیل اللہ اور محافظین قرآن وسنت وفقہ اسلامی و مصلحت امت مسلمہ کے خلاف دن دہاڑے ایسے ایسے الزامات و افتراء پردازی اور غلط قسم کے بہتان تراشے ہوئے فتوے بازی وفتنہ انگیزی کے ایسے بازار گرم کیے کہ شرم وحیاء سر پیٹ کر رہ گئی، احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے جاہل پیشہ ور واعظین نے انتہائی چالاکی اور عیاری سے پوری امت مسلمہ کو دفاعی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیا اور ﴿والذی تولیٰ کبرہ﴾ کے کھلے مصداق بنے اور اپنی اس ''تکفیر بازی'' ہی کے وجہ سے یہ ''مقام لعنت'' حاصل کر چکے ہیں کہ ایمان والوں کی بے پناہ تکفیر کی مثال میں عام طور پر احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے جاہل واعظین کا نام ہی بطور ضرب المثل کے زبانوں اور تحریروں پر آتا ہے۔

ان تمام حالات کو سمجھتے ہوئے ''علماء معاصرین'' نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ان ''تکفیری فتوے'' کا کوئی اثر نہیں لیا اور ان کا کوئی ساتھ بھی نہیں دیا۔

کسی صاحب دل شاعر نے خوب فرمایا:

طرز رسول پر جو نظر آئیں مولوی !
پبلک میں ان کو مورد الزام کیجئے !

احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فتوے ''علماء دیوبندؒ'' کی سیاسی و مذہبی پوزیشن کو کمزور نہ کر سکے تو اب فاضل بریلوی نے اپنے فتوؤں کا یہ حشر دیکھا تو ایک نئی شاطرانہ چال یہ چلی کہ ''علماء دیوبندؒ'' کی تحریروں کی عبارتوں کو یوں من مانے الفاظ ومعنی پہنا کر اور عبارتوں میں قطع و برید اور تقدم و تاخیر کر کے ان کو حتی الامکان بھیانک بنا کر ۱۳۲۳ھ میں ''علماء دیوبندؒ'' کی تکفیر کا ایک فتویٰ مرتب کیا جس میں ''انکار ختم نبوت'' اور ''تکذیب رب العزت'' اور ''اہانت رسالت مآب ﷺ'' جیسے صریح کفریات کو ان مقدس بزرگوں جنہیں مسلمانان ہندوستان ''علماء دیوبندؒ'' کے نام سے یاد کرتے تھے۔

الغرض ایسے غلیظ عقائد ''علماء دیوبندؒ'' کی طرف منسوب کر کے ان کی قطعی تکفیر کی گئی، ایسی قطعی تکفیر کہ جو شخص ''علماء دیوبندؒ'' کو مسلمان مانے یا ان کے کافر ہونے میں ''شک یا کف لسان'' کرے، وہ شخص بھی قطعی کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے، اس فتوے کا نام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ''المعتمد المستند'' رکھا اور تکفیر کی اس سراسر جعلی اور مفتریانہ دستاویز کو لیکر اسی سال حرمین شریفین حجاز مقدس کا رخ اختیار کرتے ہوئے رخت سفر باندھا اور انگریزوں کی گورنمنٹ کے خلاف آزادی کی جنگ لڑنے والے ہراول دستے کے مجاہدین اسلام ''علماء دیوبندؒ'' کو کافر و مرتد ثابت کرنے کیلئے ان غلیظ ناپاک تحریر و فتوے ''المعتمد المستند'' کو وجود بخشا اور علماء حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے پاس پہنچ کر نہایت ہی شاطرانہ و پر فریب انداز میں فریاد کرتے ہوئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ ہندوستان میں اسلام پر بڑا سخت وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں میں ہی ایسے ایسے کافرانہ عقائد رکھنے والے علماء

پیدا ہو گئے ہیں اور عام مسلمانوں پر ان کا اثر پڑ رہا ہے، ہم ''بریلی شریف'' کے غرباء خانصاحبان اس فتنہ کی روک تھام کر رہے ہیں، مگر اس مہم میں ہم کو آپ علماء مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی مدد کی ضرورت ہے کہ ان بدعقیدہ علماء کی اس تکفیر کے فتوے پر آپ علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی تصدیق فرما دیں چونکہ آپ علماء کرام اللہ رب العزت کے مقدس گھر بیت الحرام اور تاجدار مدینہ ﷺ کے پاک و محترم شہر کے رہنے والے ہیں اس لئے دینی رہنمائی کے بارے میں ہندوستان کے ''بریلی شریف'' کے ہم جیسے عیار و شاطر مسلمانوں کو آپ علماء حرمین شریفین ہی پر پورا اعتماد ہے اور اس وجہ سے اس فتوے ''المعتمد المستند'' پر آپ علماء مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی تصدیق و مہریں ہندوستان کے عام مسلمانوں کو کفر و بددینی کے اس سیلاب میں بہنے سے روک سکتی ہیں، ورنہ فتنہ ایسا شدید ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا ایمان پر قائم رہنا اب بہت مشکل ہے، ان جھوٹے آنسوؤں اور جھوٹی آہوں سے اللہ رب العزت کے ان نیک اور بھولے بندوں کو متاثر کرنا احمد رضا خان فاضل بریلوی کی عیاری و مکاری کا ایک خوبصورت فن تھا، علماء حرمین شریفین تو ''علماء دیوبند'' کی اردو میں تحریر کردہ وہ تصانیف بھی نہیں پڑھ سکتے تھے، کیونکہ علماء حرمین شریفین کی زبان عربی تھی وہ اردو زبان سے بالکل ناواقف تھے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بہت سے نیک دل علماء کرام نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ان سب دجالی شاطرانہ و مکارانہ باتوں کو صحیح سمجھ کر اس تکفیری فتوے ''المعتمد المستند'' پر تصدیقیں و مہریں تحریر کر دیں، لیکن بعض اہل دل و دانش و صاحب فراست حضرات کو اپنی ایمانی فراست سے اور بعض کو دوسری اطلاعات سے اس معاملہ میں شک ہو گیا اور انہوں نے احتیاط فرمائی اور علماء

حرمین شریفین ''بریلی شریف'' کے اس دجال کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے۔

کسی صاحب دل شاعر نے اس کی خوب ترجمانی فرمائی ہے :

ہم سے چھپنے کے نہیں جال بنانے والے !

خوب پہچانتے ہیں چور کو تھانے والے !

الغرض یہ جالی فتوے جس کی بنیاد محض غلط بیانی وافتراء پروازی والزام تراشی پر تھی، دجال زمانہ احمد رضا خان فاضل بریلوی واپس ہندوستان آکر اپنے تحریر کردہ اس ناپاک غلیظ فتوے ''المعتمد المستند'' پر علماء حرمین شریفین سے جو تصدیقیں ومہریں تحریری صورت میں حاصل کی تھیں، اسے ہندوستان میں فوراً ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' کا رنگین نام دے کر شائع کروایا اور پورے ہندوستان میں ''علماء دیوبندؒ'' کے خلاف ایک شور وہنگامہ برپا کردیا گیا کہ ان مشاہر ''علماء دیوبندؒ'' کے مقدس اکابرین اولیا دیوبند مثلاً ''بانی دارالعلوم دیوبند'' سیدنا الامام الکبیر، قاسم العلوم والخیرات حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، امام ربانی، جامع کمالات ظاہری وباطنی، آیۃ من آیت اللہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ اور حکیم الامت، مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے متعلق ''بریلی شریف'' کے خان صاحبان کے علاوہ علماء حرمین شریفین نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ ''معاذ اللہ'' یہ سب ''علماء دیوبندؒ'' ایسے قطعی کافر ومرتد ہیں کہ جو شخص ''علماء دیوبندؒ'' کے کافر ومرتد ہونے میں ''شک یا کف لسان'' کرے، وہ شخص بھی قطعی کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی ہے، اسی زمانے میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس بات کا چرچا ہوا

کہ ہندوستان سے ایک شخص ''بریلی شریف'' سے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نام سے آیا تھا اور انہوں نے ''علماء دیوبندؒ'' کے خلاف جو فتوے ''المعتمد المستند'' کے عنوان سے پیش کئے تھے اور ان فتوؤں پر تکفیری تصدیقیں و مہریں تحریر کرائی تھیں، وہ غلط بیانی پر مبنی تھیں، جب اس کاروائی کی حقیقت علماء حرمین شریفین ''زادہم اللہ شرفا'' کے سامنے کھل گئی کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کون تھا؟ اور ''علماء دیوبندؒ'' کا مسلمانان ہندوستان اور ''علماء معاصرین'' کے نزدیک کیا مقام ہے؟ اور عقائد اہلسنت والجماعت فقہ حنفی کیا ہیں؟ تو پھر علماء حرمین شریفین نے خود چھبیس سوالات حضرات ''علماء دیوبندؒ'' کی خدمت میں تحریر کر کے ''دارالعلوم دیوبند'' بھیجے اور ان چھبیس سوالات کے تحقیقی جوابات طلب کئے، تاکہ معاملہ کی تحقیق ہو جائے اور یہ چھبیس سوالات کا تعلق ''علماء دیوبندؒ'' کے عقائد و مسلک و مشرب اور عبارات ہی کے متعلق تھے۔

شیخ المحدثین حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ (جو صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے تھے) انہوں نے ان چھبیس سوالات کے جوابات عربی میں ''المہند علی المفند'' یعنی ''عقائد علماء اہل سنت دیوبند'' کے نام سے تحریر فرمائے اور ان جوابات پر اس وقت کے تمام ''علماء دیوبندؒ'' کی تصدیقات کرا کر علماء حرمین شریفین اور ان کے علاوہ مصر و شام وغیرہ ممالک اسلامیہ کے علماء کرام اور اہل فتویٰ کے پاس بھی بھیج دیا، تو علماء حرمین شریفین اور مصر و شام و حلب و دمشق کے تمام بڑے بڑے علماء کرام نے بھی ان چھبیس سوالات کے تحقیقی جوابات کی تصحیح و تصدیق فرمائی اور یہ تحریر بھی فرما دیا کہ یہ تمام عقائد ''اہل سنت والجماعت'' کے

ہیں اور ان میں کوئی ایک عقیدہ بھی عقائد ''اہل سنت والجماعت'' کے خلاف نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کو اصل کتاب ''المہند علی المفند'' دیکھنی ہو تو وہ ''ادارہ اسلامیات لاہور'' سے شائع ہوتی ہے، کراچی میں 'دلدالاشاعت اردو بازار'' سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ نے'' الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب'' کے نام سے کتاب تحریر فرمائی تھی (جس میں احمد رضا خان فاضل بریلوی نے جو انگریز کے ہاتھ مضبوط کرتے ہوئے جہاد آزادی کی تحریکوں کو شدید تر نقصان پہنچاتے ہوئے، اپنے شاطرانہ چالوں سے جو زہریلے جراثیم پھیلانے میں بڑی سرگرمی سے ''علماء دیوبند ؒ'' پر جو الزامات لگا کر کافر ثابت کرتے ہوئے جو غلیظ چال اپنائی تھی، اس کتاب میں اس کے شافی ومسکت جواب دیئے) اس کتاب میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کو ''مفند و کاذب ودجال'' وغیرہ کا مرتکب ٹھرایا ہے، اس کے علاوہ حکیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی ؒ کے ''اجل خلیفہ'' رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری ؒ تھے جو صاحب فن مناظر تھے انہوں نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کو مناظرہ کا اعلانیہ چیلنج کیا اور فاضل بریلوی نے کبھی کسی سے مناظرہ نہیں کیا تھا اس لئے احمد رضا خان فاضل بریلوی حضرت مولانا چاند پوری ؒ کے سامنے مناظرے کیلئے کھڑے نہ ہو سکے اور یہ مناظرے کا میدان ''علماء دیوبند ؒ'' کے نام ہی رہا۔

کسی صاحب دل عارف نے خوب ترجمانی فرمائی ہے :

سچے ہو تو کیوں ڈرتے ہو ہاں سامنے آؤ !
گر اٹھ سکے تو، تو کفر کو تم اپنے اٹھاؤ !

رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے پھر احمد رضا خان فاضل بریلوی کو نہ چھوڑا زبانی مناظرہ نہ سہی انہیں قلم کے ذریعے ''حسام الحرمین'' کی غلاظت کی روشنی میں ایسی اخلاقی مار ماری کے احمد رضا خان فاضل بریلوی پوری زندگی بھران کی کسی بات کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے احمد رضا خان دجالی فتنہ کے مرکزی رہنما فاضل بریلوی کے خلاف حق وصداقت کا نعرہ بلند کرتے ہوئے، بتیس رسائل، ''مجموعہ رسائل چاند پوری دو جلدوں'' میں تحریر فرمائے تھے، جو اپنی مثال آپ ہیں، جن میں مندرجہ ذیل رسائل بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کے تمام رسائل سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ ان کا سامنا ایک شخص سے ہے کسی فرقے سے نہیں، رسالہ ﴿انتصاف البری من الکذاب المفتری﴾ میں ''ایک کذاب اور مفتری شخص کے الزامات کا جواب دے رہے ہیں''۔ رسالہ ﴿اسکات المعتدی﴾ میں ''ایک ایسے معتدی شخص کی نشاندہی فرما رہے ہیں جو بہت ہی زیادہ حد سے گزرنے والا ہے''۔ رسالہ ﴿نار الغضا فی حوائج الرضا﴾ میں ''مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کا نام لیتے ہوئے انہیں انتباہ کرتے ہیں کہ اپنی ناپاک غلیظ حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ تمہیں اور تمہارے جاہل واعظین کو چہرہ چھپانے کی ''بریلی شریف'' کی کفر ساز انگریزی کمپنی ''دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' میں بھی جگہ نہیں ملے گی۔

کسی عارف نے خوب فرمایا :

جس طرح ہو سبز چشمہ سے عیاں سبزہ جہاں !
کفر کی عینک دکھائے کفر ہر سو بے گماں !

رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضٰی حسن چاند پوریؒ نے رسالہ ﴿رد التکفیر علی الفحاش الشنظیر﴾ میں بھی مجدد بدعات کو ﴿الفحاش الشنظیر﴾ یعنی ''قول میں حد سے گذرنے والا اور بداخلاق'' کہا ہے۔ رسالہ ﴿الطین اللازب علی الاسود الکاذب﴾ میں بھی فاضل بریلوی کو ﴿الاسود الکاذب﴾ یعنی ''کالا جھوٹا'' کہا ہے۔ رسالہ ﴿السھیل علی الجعل﴾ میں بھی فاضل بریلوی کو ''الجعل یعنی بدفام اور کالا آدمی'' کہا ہے۔ رسالہ ﴿الکوکب الیمانی علی اولاد الزوانی﴾ میں بھی فاضل بریلوی کو ''ولد الزنا'' کہا ہے۔ رسالہ ﴿لزام علی اللئام﴾ میں فاضل بریلوی کو ''کمینوں کا حساب'' کہا ہے۔ رسالہ ﴿الطامة الکبریٰ علیٰ من کذب وتولّٰی﴾ میں ''بڑی مصیبت اس شخص پر جو جھوٹ بولتا ہے اور روگردانی کرتا ہے'' کہا ہے۔ رسالہ ﴿الکفر المتبین فی الصریح المتعین﴾ میں ''واضح کفر متعین صریح چیز کے بارے میں'' کہا ہے۔ رسالہ ﴿تزکیة الخواطر﴾ میں ''دلوں کا صاف کرنا'' کہا ہے، وغیرہا۔

الغرض تمام رسائل کے نام اور عنوان بتا رہے ہیں کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے چند چیلے حاشیہ نشین جاہل واعظین کو حضرت اقدس مولانا سید المرتضٰی حسن چاند پوریؒ انہیں ''جعلان وخراطین'' سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔

احقر ان لوگوں سے عرض کرتا ہے، جو مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے دجالی فتنے سے متعلق احقر کی تحریر پر فضول قسم کے مشورے دیتے رہتے ہیں کہ یوں ہو اور یوں ہو وغیرہ وغیرہ، ان معترضین صاحبان سے پوچھنا چاہوں گا کہ شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جو مسیح الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مسیح اللہ خان جلال آبادیؒ کے استاد محترم ہیں اور رئیس المناظرین حضرت اقدس مولانا سید مرتضٰی حسن چاند پوریؒ ﴿خلیفہ اعظم﴾ حکیم الامت حضرت اقدس

مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے متعلق معترضین صاحبان کی کیا رائے ہیں ؟

محترم عزیزوں احقر کی اوقات ہی کیا ہے جو احقر حامیان سنت قاطعین بدعت، مجاہدین ملت اسلامیہ، حضرات علماء دیوبند اہلسنت والجماعت (رحمہم اللہ کلہم رحمۃً واسعۃً) جیسے اولیائے کاملین کی شان میں کچھ تحریر کر سکے، اللہ رب العزت کا بصمیم قلب شکر گزار ہوں کہ احقر کے دل میں ''علماء دیوبندؒ'' کی عزت وعظمت راسخ فرمائی اور بحمدہ تعالیٰ وتوفیقہ، اللہ تبارک وتعالیٰ احقر سے تصنیفی کام لے رہا ہے یہ محض شفیق الامت عارف باللہ متبع سنت جامع کمالات ظاہری وباطنی سیدی ومرشدی ومحبوبی حضرت اقدس مولانا شاہ محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم اور قلم کی کرامت اور قلب مبارکہ کی تاثیر اور فیض عام کے برکات ہیں، جس سے احقر نا آشنا تھا چشم بصیرت کی ایک ادنیٰ جھلک حاصل ہونے کے بعد دل وزبان بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہے۔

''یہ سب کچھ میرے آقا سیدنا ومولانا شفیق الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قدموں میں بیٹھنے کی برکتیں ہیں کہ مجھ جیسے کمینہ صفت انسان نے ان بلند پایہ ہستیوں پر قلم اٹھایا اور آج یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ رہی ہے، جس کا نام احقر نے ﴿علماء دیوبندؒ معاصرین کی نظر میں﴾ تجویز کیا ہے۔

راقم الحروف کی اللہ رب کریم سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ احقر کو اور احقر کے اہل وعیال ودیگر احباب وغیرہ کے گناہوں ولغزشوں کو معاف فرمائیں، بصدقہ حضور خیر الانام، خاتم النبیین، سید الخلق واشرف الکائنات ورحمۃ اللعالمین امام المجاہدین حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور ان پاک باز ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی دائمی توفیق تمام مراحل زندگانی میں عطا فرمائے اور اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے اور اس کا ثواب میرے محبوب والد محترم مرحوم اور میرے محبوب شیخ شفیق الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اور دیگر دیوبندی اکابرین علماء عظام

وشہداء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کو بھی پہنچائیے۔ (آمین ثم آمین)

آخر میں تمام قارئین، ناشرین، قاسمین و معاونین سے خلوص دل سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے اپنی درد بھری مقبول دعاؤں میں احقر کو ضرور یاد رکھیں۔

ربنا تقبل منا بحرمة النبی المصطفیٰ وحبیبک المرتضیٰ طهّر قلوبنا من کل وصف یباعدنا عن مشاهدتک ومحبتک والشوق الیٰ لقائک یا ذالجلال والاکرام O

افضل صلوٰة اللّٰه تعالیٰ وملٰئکته وانبیآئه ورسله المقربین وجمیع الخلائق واکمل السلام علیٰ سید المرسلین، خاتم النبیین سید الاولین والآخرین نبی الحرمین امام القبلتین، وقائد الغرّ المحجلین وشفیع المذنبین سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللّٰه تعالیٰ مادام اهل السنة فائزین واهل البدع بالکین وسلم تسلیمًا دآئماً ابداً کثیراً O

سبحان ربک رب العزة عما یصفون O وسلام علی المرسلین O والحمدلله رب العالمین O

وباللّٰه التوفیق

خاک زیر نعلین شفیق الامتؒ

عاصی وخاطی محمد جاوید عثمان میمن عفی عنہ

شب جمعہ ۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

بمطابق ۱۸ اگست ۲۰۰۵ء

علمائے دیوبندؒ، علمائے خیر آبادکی نظر میں

مولوی حکیم دائم علی خیر آبادی حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بہت قریبی دوست تھے اور دونوں حضرات شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ سے نسبت رکھتے تھے۔

آپ ایک بار اپنے صاحبزادے حکیم برکات احمد خیر آبادی کو حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی زیارت کرانے کے لئے دیوبند تشریف لے گئے، آپ کے صاحبزادے نے وہاں حضرت اقدس مولانا نانوتوی ؒ کو کس روحانی شان میں دیکھا اسے انہی کی زبان سے سنئے، حکیم برکات احمد خیر آبادی اپنے صاحبزادے حکیم محمد احمد برکاتی خیر آبادی سے فرماتے ہیں :

''مجھے ان (حضرت اقدس مولانا نانوتویؒ) سے ملانے کیلئے (والد صاحب) دیوبند لے گئے جب ہم پہنچے تو (حضرت اقدس مولانا نانوتویؒ) چھتہ کی مسجد میں سو رہے تھے مگر اس حالت میں بھی ان کا دل ذاکر تھا اور ذکر بھی بالجہر کر رہا تھا''۔

(سوانح حیات حکیم سیّد برکات احمد، صفحہ ۱۸۵، مولف حکیم محمود احمد برکاتی خیر آبادی)

محترم قارئین کرام !حکیم برکات احمد خیر آبادی کون ہیں؟ جو حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے اس روحانی مقام کی خبر اپنے صاحبزادے کو سنا رہے ہیں، انھیں کے بارے میں احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں :

''جب ان کا انتقال ہوا اور دفن کے وقت ان کی قبر میں، میں (احمد رضا خان) اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور ﷺ کے قریب

پائی تھی ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد مرحوم نے خواب میں زیارت حضور سید عالم ﷺ سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں، عرض کی یارسول اللہ! حضور کہاں تشریف لئے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے، الحمدللہ! جنازہ مبارکہ میں (احمد رضا خان) نے ہی پڑھایا تھا''۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی، جلد۲، صفحہ ۱۷۳)

حکیم برکات احمد خیر آبادی کی حضرت اقدس مولانا نانوتویؒ کے بارے میں یہ شہادت بتلاتی ہے کہ یہ حضرات ہمیشہ ''علماء دیوبند'' کے بارے میں اچھے عقیدے اور نیک گمان ہی رکھتے تھے اور آخر دم تک ''بانی دارالعلوم دیوبند'' کے معتقد رہے، شرعی اختلافات نے انہیں ان سے اتنا دور نہیں ہونے دیا کہ ضلالت وگمراہی یا فسق وکفر کی دیواریں درمیان میں کھڑی کرلیں۔

حکیم برکات احمد خیر آبادی، احمد رضا خان فاضل بریلوی کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے، آپ کے صاجزادے مولوی حکیم محمود احمد برکاتی خیر آبادی فرماتے ہیں :

''حکیم برکات احمد خیر آبادی نے پوری زندگی میں صرف ایک بار احمد رضا خان فاضل بریلوی کا نام لیا اور وہ بھی ایک خط میں''۔

(سوانح حیات حکیم سید برکات احمد، صفحہ ۲۸۵، مولف حکیم محمود احمد برکاتی خیر آبادی)

چنانچہ وہ خط یہ ہے، حکیم سید برکات احمد خیر آبادی فرماتے ہیں :

''مجھ کو نہ ''احمد رضا خان'' سے بحث ہے نہ ''اہل دیوبند'' سے کچھ تعرض، میرے عقائد، عقائد سلف ہیں اس سے تجاوز نہیں کرتا، آج تک میں نے احمد رضا خان

کی تصانیف نہیں دیکھیں، البتہ یہ سنتا ہوں کہ یہ اس عقیدے میں مشہور ہیں، تفصیل ان کے عقیدے کی مجھے معلوم نہیں اور نہ معلوم کرنا چاہتا ہوں"۔

(سوانح حیات حکیم سید برکات احمد، صفحہ ۲۸۵، مولف حکیم محمود احمد برکاتی خیر آبادی)

مولوی حکیم محمود احمد برکاتی خیر آبادی فرماتے ہیں :

"شاہ محمد اسمٰعیل جید عالم تھے انکے ذہن میں حدیث تھی، حافظہ قوی تھا، علوم مستحضر تھے، دماغ نکتہ رس تھا، بلند کردار اور متقی تھے اور انکی پوری زندگی اخیار اور صلحاء کی سی تھی، اپنی جان تو انہوں نے اس شان سے جان آفرین کے سپرد کی اور اس ذوق وشوق سے لیلائے شہادت کو لبیک کہا کہ ہر مومن کے دل سے یہ آواز آتی ہے کہ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی چیز ہے"۔ (سوانح حیات شاہ محمد اسحٰق دہلوی صفحہ ۳۸)

محترم قارئین کرام ! اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ خیر آبادی علمائے کرام، احمد رضا خان فاضل بریلوی کے عقیدے سے کس قدر لاتعلق اور دور ہوں گے، اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ان دنوں کوئی خاص علمی شہرت نہ تھی۔

مولوی عبدالحق خیر آبادی بھی "وہابیت اور بریلوی" کے اختلاف کی اسی نرم پالیسی پر قائم رہے اور انہوں نے اس رد وہابیہ کے اس قسم کے اختلاف کو کبھی ایک خبط سے زیادہ اہمیت نہ دی۔

ان کی خدمت میں جب "علم منطق" پڑھنے کے لئے احمد رضا خان فاضل بریلوی حاضر ہوئے تو مولوی عبدالحق خیر آبادی نے احمد رضا خان فاضل بریلوی سے پوچھا کہ "بریلی" میں آپ کا کیا شغل ہے؟ جواب میں کہا تدریس وتصنیف اور افتاء اس پر مولوی عبدالحق خیر آبادی نے پوچھا کس فن میں "تصنیف" کرتے ہو؟ احمد رضا

خان فاضل بریلوی نے جواب دیا کہ ''ردوہابیہ'' پر اس پر مولوی عبدالحق خیر آبادی نے فرمایا کہ آپ بھی ''ردوہابیہ'' کرتے ہو۔

''ایک وہ ہمارا ''بدایونی خبطی'' ہے (یعنی مولوی شاہ عبدالقادر بدایونی) کہ ہر وقت اس ''خبط میں مبتلا'' رہتا ہے۔ (ماہنامہ المیزان بمبئی احمد رضا نمبر صفحہ ۳۳۲)

محترم قارئین کرام ! اس سے معلوم ہوا کہ ''وہابیت اور بریلوی'' اختلاف کا نقطہ آغاز مولوی فضل حق خیر آبادی کی ذات ہرگز نہ تھی، یہ نقطہ فساد عبدالقادر بدایونی اور احمد رضا خان فاضل بریلوی جیسے ''خبطی'' سے چلا، ان کو انگریز کی ملازمت نے یہ خبط لگا رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ آئندہ کے خیر آبادی سلسلے کے علماء کرام کو کبھی حضرت شاہ محمد اسمعیل شہید دہلویؒ کے خلاف بولتے اور لکھتے نہ سنا گیا، جو اختلاف حضرت شاہ محمد اسمعیل شہید دہلویؒ اور مولوی فضل حق خیر آبادی میں چلا تھا وہ ''فرقہ بندی'' تک نہ جاسکا تھا۔

مولوی فضل حق خیر آبادی کو جب حضرت شاہ محمد اسمعیل شہید دہلویؒ کی شہادت کی خبر ملی تو اس وقت آپ طلبہ کو سبق پڑھا رہے تھے، تو سبق پڑھانا چھوڑ دیا اور بجھے دل سے ارشاد فرمایا :

''اسمٰعیل کو ہم صرف مولوی ہی نہیں مانتے تھے وہ تو امت محمد یہ علی صاجہا الصلوٰۃ والسلام کا حکیم تھا کوئی چیز نہ تھی جس کی انیت اولمیت (حقیقت) اس کے ذہن میں نہ ہو، حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے اگر علم حاصل کیا تو دود چراغ کھا کر اور اسمٰعیل نے محض اپنی قابلیت اور استعداد سے''۔ (الحیاۃ بعد الممات صفحہ ۱۱۰)

محترم قارئین کرام ! حضرت شاہ محمد اسمعیل شہید دہلویؒ اور مولوی فضل حق

خیر آبادی یہ دونوں حضرات، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے، ان کا معاصرت و برابر کی علمی شہرت کے جوش میں مسئلہ ''امکان نظیر'' میں اختلاف ہو گیا، تاہم ان حضرات نے اسے ایک ''علمی اختلاف'' کے درجہ میں ہی رکھا اور اسے کبھی ''اصول کا اختلاف'' قرار نہیں دیا، ''امتناع نظیر'' کے قائلین نے ''امکان نظیر'' کے قائلین پر کبھی توہین رسالت کی تہمت نہیں لگائی، کبھی آپس میں وہ ''گندی زبان'' استعمال نہیں کی، جو احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ساتھ مل کر ان کے جاہل واعظین خطیب آج تک ''علماء دیوبندؒ'' کے خلاف استعمال کرتے آرہے ہیں، یہ ''علمی اختلاف'' اس درجہ میں رہا جس درجہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بعض آپس کے اختلافات ہوئے، کسی نے کسی کی تفسیق نہ کی، صحابہ کرامؓ میں صرف سیاسی اختلاف ہی نہ ہوئے بلکہ بعض دینی مسائل میں بھی اختلافات ہوئے تھے تاہم انہوں نے انہیں کبھی ''امت کا اختلاف'' نہ بننے دیا، ایک مسئلے میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ان کے اپنے استاد حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مختلف تھا، بیشتر لوگوں نے ان اقوال مختلفہ میں ایک کو اختیار کیا اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے گذارش کی کہ، ﴿ **لا ناخذ بقولک وندع قول زید** ﴾ ''آپ کا قول نہ لیں گے اور حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول نہ چھوڑیں گے''۔

(صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۳۷)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ و تابعین کرام رضی اللہ عنہم میں ایسے اختلافات پر مقابلے کے محاذ نہیں آپس میں بنتے تھے اور نہ ان سے کوئی ''فقہی گروہ'' بنے تھے، علماء عرب اور علماء عراق کے ''علمی اختلافات'' سے کون صاحب علم واقف نہیں مگر یہ اختلافات ''گروہ بندی'' کے اختلافات نہ تھے، علماء عراق کے مثلاً کوفہ میں حضرت امام اعظم سیدنا امام ابوحنیفہؒ اور کوفہ میں حضرت سفیان ثوریؒ کے بھی آپس میں

بہت اختلافات تھے مگر دونوں ''مسائل مشہوری'' میں ایک ہی مسلک ''عمل اہل کوفہ'' پر ہی چلے تھے، حضرت امام بخاریؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ میں بھی کئی اختلافات تھے جبکہ امام بخاریؒ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ تھے، تو معلوم ہوا کہ امت میں یہ اختلافات کوئی نئی بات نہیں تھی، علم کے نور کے سائے جب دور تک پھیلتے ہیں تو کہیں پتے آپس میں ٹکرا ہی جاتے ہیں، مولوی فضل حق خیر آبادی اور حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلویؒ کے اختلافات بھی کچھ اسی قسم کے ہی تھے، ان دونوں حضرات کے اختلافات کے بارے میں جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی اپنی رائے کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں :

''اس مقام پر'' امکان یا امتناع نظیر'' آنحضرت ﷺ کے متعلق مافی الضمیر (جو خیال میں ہے) ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط (درست یا غلط قرار دینا) کسی کی ''فرقتین اسماعیلیہ وخیر آبادیہ'' میں سے شکر اللہ تعالیٰ سعیھم راقم سطور دونوں کی ماجور ومشاب جانتا ہے''۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ ۱۵)

علمائے دیوبندؒ، جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نظر میں

جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں :

(ا) ''اوّل تو میں ایسے جھگڑوں میں دخل ہی نہیں دیتا، لیکن بعض امور میں مجھے ایسا کرنا پڑا، کیونکہ چند ناانصاف اور ناحق شناس لوگوں نے کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کے خلاف ''بلاوجہ کفر کے فتاوے'' لگادیئے اور مجھے ان ''مظلوم اہل اسلام'' کی طرفداری میں زبان کھولنا پڑی اور بتانا پڑا کہ اس طرح سے ''تحریم وتکفیر'' صحیح نہیں ہے۔

(ملفوظات مہریہ، ملفوظ نمبر ۱۱۸، صفحہ ۹۳)

جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں :

(۲) ''اہل اسلام کی تکفیر میں بلاوجہ زبان نہ کھولنا چاہیئے، یہ بہت ہی ناپسندیدہ امر ہے، کیونکہ کفر آخری حد کا نام ہے کہ اسکے بعد کوئی مقام خدا سے دوری کا نہیں ہوتا، لہٰذا ''تکفیر کا فتویٰ'' دینے میں کافی تامل کرنا چاہیئے''۔ (ملفوظات مہریہ، ملفوظ نمبر ۷۷، صفحہ ۲۷)

جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں :

(۳) ''میرے خیال میں فریقین از علماء کرام متنازعین ''اہل سنت والجماعت'' سے ہیں اور ذکر آنحضرت ﷺ کو بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں لہٰذا ان سے ہرگز ہرگز متصور نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظ بشر کا اطلاق جائز کہیں، البتہ ان کا خیال ہے کہ ''بقصد تحقیر لفظ بشر'' کا استعمال ناجائز اور بغیر اس کے جائز ہے''۔ (فتاوٰی مہریہ صفحہ ۵، مہر منیر صفحہ ۴۵۴)

جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں :

(۴) جس چیز کے باعث ارتداد ہونے میں شک ہے اس پر ارتداد کا حکم نہیں ہوسکتا، کیونکہ ثابت شدہ اسلام محض شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوسکتا، حالانکہ اسلام ہر چیز پر غالب ہے کوئی چیز اسلام پر غالب نہیں آسکتی، لہٰذا اہل علم حضرات پر واجب ہے کہ ایسے مسائل میں ''مسلمانوں کو کافر کہنے میں جلدی سے کام نہ لیا کریں'' جب کہ حالت جبر بھی اسلام لانے کو شریعت میں درست سمجھا گیا ہے۔

فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ کفر بہت بڑی چیز ہے، میں کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتا، جب تک اس کے کافر نہ ہوسکنے کی ایک روایت بھی دستیاب ہوسکے۔

خلاصہ میں ہے جب ایک مسئلہ میں بہت سی وجوہ کفر کی مقتضیٰ ہوں اور ایک

وجہ ایسی پائی جائے جو کفر سے مانع ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ مسلمان پر حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اسی وجہ کو ترجیح دے جو تکفیر کو منع کرتی ہے۔

تاتارخانیہ میں ہے ایسے کلام سے جس میں مختلف احتمال موجود ہوں کافر نہیں کہنا چاہئے، کیونکہ کفر انتہائی سزا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی عقوبت انتہائی جرم پر ہو اور جب تک احتمال باقی ہے انتہائی جرم نہ ہوگا۔

مسلمان کے کلام کو جب تک اچھے محل پر حمل کرنا ممکن یا اس کے کفر میں اختلاف ہو خواہ ضعیف روایت ہی سے کیوں نہ ہو ''کفر کا فتویٰ نہیں لگانا چاہیئے'' یہاں کفر کے جو الفاظ ذکر کیئے گئے ہیں، ان کے تکلم سے فوراً کفر کا حکم لگانا درست نہیں، میں نے اس بات کا اپنے نفس پر التزام کیا ہے کہ ان الفاظ سے کسی مسلمان کو ''کافر'' نہ کہوں گا۔

بحرالرائق میں ہے کہ حق یہ ہے جو کچھ مجتہدین سے ثابت ہے وہ حقیقت ہے اور ان کے سوا کسی دوسرے کے قول کی وجہ سے ''کفر کا فتویٰ'' دینا درست نہیں ہے۔

علاوہ ازیں ایک ''مسلمان کو کافر'' کہنے میں اور بھی بہت سے ظاہری اور باطنی مفاسد ہیں، لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے ''تغلیظ اور تہدید'' کیلئے ''کفر کا فتویٰ'' دیا ہے بالکل غلط ہے۔

علماء کرام کو چاہیئے کہ اپنی تمام تر توجہ اور سعی بحسب اقتضائے ﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالعروف وتنهون عن المنكر﴾

یعنی ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' میں صرف فرمائیں، نہ یہ کہ عوام کالانعام کے ''کافر'' بنانے میں ہی پورے جوش کا اظہار کرتے پھریں۔

سراج المنیر میں ہے کہ اگر ایک مسئلہ میں بہت سے وجوہ ''کفر کے مقتضی''

ہیں اور صرف ایک وجہ ''کفر کو منع'' کرتی ہے تو مفتی کو مسلمان پر ''حسن ظن'' رکھتے ہوئے اسی ایک وجہ کی طرف میلان کرنا چاہیئے''۔

(اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ: صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۸)

محترم قارئین کرام! جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی امام الحدیث حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کے ''شاگرد'' تھے اور خواجہ شمس الدین سیالوی کے ﴿خلیفہ مجاز﴾ تھے پھر بعد میں مکہ المکرمہ میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے بھی جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ''خلافت'' عطا فرمائی تھی، جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی ''علمائے دیوبندؒ'' کو اہلسنت والجماعت حنفی مذہب ''مسلمان مانتے'' تھے اور ان کے مقابلے میں احمد رضا خان فاضل بریلوی جو''علمائے دیوبندؒ'' کو''کافر مرتد'' کہتے تھے انہیں''غلط اور مسلمانوں کو کافر'' کہنے میں جلدی کرنے والا تصور فرماتے تھے، اس لئے سابقہ صفحات میں ہم نے اپنے قارئین کیلئےجناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تمام تصانیف سے تحریرات پیش خدمت کردی، تا کہ آپ قارئین ''اصل حقائق'' سے واقف ہو جائیں۔

﴿علمائے دیوبندؒ، جناب مفتی فیض احمد گولڑوی کی نظر میں﴾

جناب مفتی فیض احمد گولڑوی فرماتے ہیں :

(۱) '' آج کے دور میں کسی مسلمان، خصوصاً کسی صاحب علم، کی کسی بات یا عبارت کو اپنے ذہن کے مطابق ''سمجھ کر بلا تحقیق'' اس کی تردید شروع کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ بسا اوقات ''تکفیر و تفسیق'' تک نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے اسلامی اتحاد اور اخوت کو سخت نقصان پہنچتا ہے۔

بہر حال جہاں تک ہو سکے ''کسی کلمہ گو مسلمان سے بدگمانی'' نہ رکھے اور اس کے کلام کے اگر مختلف معانی اور احتمالات ہو سکتے ہیں تو ''حسن ظن'' کا تقاضا یہی ہے کہ وہی معنی لیا جائے جس سے کسی ''مسلمان کی تکفیر و تفسیق'' لازم نہ آئے اور اگر وہ خود ہی کوئی صحیح احتمال بیان کر دے تو اسی احتمال کو اختیار کیا جائے تا کہ بُری بات کو منسوب کرنے کی صورت میں اگر وہ اس سے بَری ہو تو ایسا کرنے کی ذمہ داری کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے یہی وجہ ہے کہ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اپنی تصانیف، فتاوٰی اور ملفوظات میں نہایت محتاط رویہ اختیار فرمایا ہے اور ''محققین علمائے اہل سنت'' کے قول کے مطابق کسی عبارت وغیرہ سے غلط احتمال حتّٰی کہ ''لزوم کفر کو تکفیر'' کیلئے کافی نہیں سمجھا جب تک ''التزام کفر متحقق'' نہ ہو، اس مسئلہ کی تفصیل جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب ''اعلاء کلمۃ اللہ'' کے آخری صفحات میں درج ہے اور ''قابل دید'' ہے، جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے فروعی مسائل میں اختلاف کے باوجود ہر شخص کو اس کے مقام کے مطابق مخاطب فرمایا''۔ (تحقیق الحق فی کلمۃ الحق: صفحہ ذ۔ز)

جناب مفتی فیض احمد گولڑوی فرماتے ہیں :

(۲) ''جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی ''بریلوی مکتب فکر'' کے نزدیک ایک عارف محقق اور عالم مدقق تسلیم کئے گئے ہیں، وہاں دیوبندی طبقہ کے اکابر علماء بھی آنجناب کے علم و عرفان کے ثناء خوان نظر آتے ہیں اور ان دو ''بڑے اسلامی فرقوں'' کے علاوہ دیگر اسلامی اور غیر اسلامی فرقوں میں بھی آپ ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔

جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے ''لزوم والتزام کفر'' کے درمیان فرق کسی ''کلمہ گو کی تکفیر'' وغیرھا جیسے اہم مسائل کو نہایت ہی ''محققانہ اور منصفانہ'' انداز میں

بیان فرما کر مسلمانوں کے مابین ''اختلاف اور تشدد'' کو کافی حد تک ختم کرنے میں آنجناب نے ایک زرین اسلامی خدمت سرانجام دی ہے۔

فروعی مسائل میں عموماً آنجناب نے وہاں قلم اٹھایا جہاں فریقین میں افراط وتفریط کی وجہ سے اصولی اختلاف کی نوعیت پیدا ہوگئی یعنی ایک فروعی اجتہادی مسئلہ کی بناء پر ایک نے دوسرے کی تکفیر وتفسیق شروع کر دی ایسی صورت میں آپ جیسے حکیم الامت کا سکوت ممکن نہ تھا جیسا کہ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے فتاویٰ، مکتوبات اور ملفوظات سے واضح ہے''۔ (اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ، کے پیش لفظ کا صفحہ الف، ب)

جناب مفتی فیض احمد گولڑوی فرماتے ہیں:

(۳) ''دیوبندی، بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتیب فکر کے ''اختلافی مسائل'' پر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی اپنا مسلک ''تحریر وتقریر'' اور تالیفات کے ذریعہ برابر واضح فرماتے رہے، اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف کی بناء پر ان کی باہمی کشمکش جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو ناپسند رہی، تاہم فریقین کی حق بات کو ہمیشہ سراہا ''ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم'' کے متعلق فرماتے تھے کہ ان کے ''متبحر عالم اور خادم اسلام'' ہونے میں کلام نہیں، مگر بعض اجماعی مسائل میں ''رعایت توحید'' کے زعم میں ''تشدد اختیار'' کر گئے ہیں۔

ان میں بعض مسائل از قسم استمداد، سجدہ تعظیمی، علم غیب، حاضر ناظر وغیرہ پر خود مقلدین میں شدید اختلاف پیدا ہوگیا تھا بریلوی اور دیوبندی ناموں سے دو گروہ بن گئے تھے۔ ان مسائل پر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے مسلک کے متعلق تفصیلی بحث تصانیف کے باب میں آئے گی، ملفوظات اور مکتوبات کے باب میں آپ کے ارشادات سے پوری

طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مقلدین کے ان فرقوں کے درمیان رفع اختلاف کا جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو کس قدر خیال تھا''۔ (مہر منیر، باب ۵، صفحہ ۱۴۲، ۲۶۶)

جناب مفتی فیض احمد گولڑوی فرماتے ہیں :

(۴) ''جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا بعض مسائل میں ''شیخ ابن تیمیہ غفر اللہ لہ'' سے اختلاف کے باوجود ان کے لئے ''دعائے مغفرت'' فرمانا کمال انصاف اور اسلامی اخلاق کی نشانی ہے کہ مخالف کی غلط بات کو غلط کہتے ہوئے اس کی ''صحیح بات کو صحیح سمجھنا'' اور یہی چیز حضرات اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم کو 'علمائے ظاہر'' سے ممتاز کرتی ہے''۔

''فرقہ بندی کا بھوت لوگوں کے سر پر ایسا سوار ہے کہ ''اصول دین اور فروعی مسائل'' کے مابین امتیاز بھی اٹھتا جا رہا ہے۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّا
کار طفلاں تمام خواہد شُد

اگر باہمی اختلافات میں یہی ''تشدد'' رہا تو پھر اسلام کا خدا ہی حافظ ہے''۔

(والی اللہ المشتکی)

(تصفیہ مابین سنی وشیعہ صفحہ ۶۳، ملفوظات مہریہ، ملفوظ نمبر ۱۳۵، صفحہ ۱۰۲)

محترم قارئین کرام ! جناب مفتی فیض احمد گولڑوی کی شخصیت کو اس طرح سمجھئے کہ ۱۹۶۰ء کے بعد کا ذکر ہے، جناب مولوی صوفی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کے صاحبزادے مولوی منور حسین صاحب نے جن کو بڑے سچے خواب دکھائی دیتے ہیں انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ ''بیت اللہ شریف'' سے آواز آتی ہے کہ جناب مفتی

فیض احمد صاحب کو ''گولڑہ شریف'' قیام کا حکم یہاں سے ہوا ہے، اس خواب کی تصدیق وتعبیر جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے صاحبزادے اور ''جانشین گولڑہ شریف'' جناب قبلہ بابوجی پیر غلام محی الدین شاہ گولڑوی نے بڑے پیارے انداز میں بیان فرمائی، لہٰذا اب جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی سوانح ''مہر منیر'' اور دیگر کتابوں کے متعلق کام آپ یعنی جناب مفتی فیض احمد گولڑوی ہی کو کرنا ہوگا، آنجناب کو ''منجانب اللہ'' اس خدمت کے لئے منتخب فرمایا گیا اور آنجناب نے کس قدر اخلاص کے ساتھ یہ خدمات انجام دی، یہاں تک کہ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تمام تصانیف کے شائع کروانے تک کی مکمل خدمات آنجناب ہی کی دینی مساعی کا ثمرہ ہے، آنجناب کی مقبولیت کا اندازہ کرلینے کے بعد غور کیجئے کہ اتنے بڑے درجے کے آدمی نے کس قدر ''علماء دیو بندؒ'' کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا، جناب مفتی فیض احمد گولڑوی جو کہ جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ''اجل خلفاء'' میں سے ہیں، اس خواب کا تذکرہ ''تحقیق الحق فی کلمۃ الحق'' کے شروع میں ''تقدیم'' کے عنوان سے تحریر کیا گیا ہے جو جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی ''تصنیف'' میں سے ہے۔

﴿ علمائے دیو بندؒ، حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ کی نظر میں ﴾

حضرت مولانا غلام محمد گوٹویؒ فرماتے ہیں :

''یہ اکابر علماء دین ہرگز کافر نہیں ہیں بلکہ بڑے اولیاء اللہ ہیں''۔ (براءۃ الابرار صفحہ ۹۸)

محترم قارئین کرام ! حضرت مولانا غلام محمد گوٹویؒ نے حضرت مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے اور پھر مولوی عبدالحق خیرآبادی سے رامپور میں تعلیم حاصل کی تھی اور آپؒ ''خلیفہ مجاز'' جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے تھے اور صدر ایوب خان کا قائم

کردہ ادارہ ''جامعہ عباسیہ بہاولپور کے شیخ الجامعہ'' کے منصب پر فائز رہے تھے، انگریزوں کے دور میں ''بہاولپور'' میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین نکاح کے مسئلے میں مقدمہ چلا تھا۔

بہاولپور کے اس مشہور'' مقدمہ قادیانیت'' میں محدث العصر امام الحدیث حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ کے ﴿خلیفہ اعظم﴾ مناظر اسلام حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کو ''دارالعلوم دیوبند'' سے اس ''مقدمہ'' میں شہادت دینے کیلئے حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نے ہی بلایا تھا پھر بہاولپور پہنچنے پر ان'' علماء دیوبندؒ '' کا جس حسن عقیدت سے استقبال کیا تھا، اس استقبال نے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ''فتوے تکفیر'' کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں ''مدرسہ منظر اسلام بریلی'' میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کے سنسان جنگل میں اس وقت کوئی ایسا صاحب علم موجود نہ تھا جو مرزائیت کے خلاف مسئلہ نکاح میں عدالت کو متاثر کرسکتا۔

قارئین کرام آپ خود غور فرمالیں کے حضرت مولانا غلام محمد گھوٹویؒ نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے اس ''فتوے تکفیر'' کی کیوں تصدیق نہ کی؟ یہ محض اس لئے کہ ''علماء دیوبندؒ '' کے خلاف یہ ''فتویٰ تکفیر'' غلط تھا۔

﴿ علمائے دیوبندؒ، حضرت مولانا شیخ محمد گوالیاریؒ کی نظر میں ﴾

حضرت مولانا شیخ محمد گوالیاریؒ فرماتے ہیں :

''انصاف سے دیکھو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ تمام دنیا میں ''فرقہ رضائیہ'' سے بڑھ کر کوئی ''فرقہ نامہذب'' وسخت گو نہیں ہے''۔

(فرقہ رضائیہ کا مناظرہ سے فرار: صفحہ ۶، مصنف مولانا شیخ محمد گوالیاریؒ)

﴿ علمائے دیوبندؒ، جناب صوفی عبدالواجد شاہ مودودی چشتیؒ کی نظر میں ﴾

جناب صوفی عبدالواجد شاہ مودودی چشتیؒ فرماتے ہیں :

''علمائے دیوبندؒ کی شان علم بڑی ہے ان کو ایک ''معمولی مولوی کا کافر'' بنانا اس کے علم کی کمی کی دلیل ہے''۔ (براءۃ الابرار صفحہ ۱۱۸)

﴿ علمائے دیوبندؒ، حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ کی نظر میں ﴾

حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ فرماتے ہیں :

''اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے وطن کو چھوڑنے والا غازی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے والا مولوی محمد اسمٰعیل ظاہر حال میں سے صاف و پاک ہو کے گیا ہے، جو کوئی ایسے ''عالم فاضل متبع سنت'' کے حق میں ''بدگمانی اور کفر'' کا اعتقاد کرے وہ خود ہی اس بلا میں مبتلا ہے اور منکر ہے'' آیات و احادیث کا یا کلمہ طیبہ و حدیث'' اس شخص کے حلق سے نیچے اترا ہی نہیں''۔ (عشرہ کاملہ، آٹھواں سوال، فخر المطابع دہلی طبع ۱۲۷۲ھ)

محترم قارئین کرام ! شمالی پنجاب میں ''بھیرہ شریف'' وغیرہ کے مضافات میں بگوی خاندان کے علماء، خاص شہرت کے مالک رہے ہیں، انکے مورث اعلیٰ حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ آپ نے حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید دہلویؒ کے خلاف مولوی فضل رسول بدایونی کا ساتھ نہ دیا تھا، حضرت مولانا احمد الدین بگویؒ کی قبر بھیرہ کی تاریخی جامع مسجد کے جنوبی حصہ میں موجود ہے، آج کے اس دور میں ''بھیرہ شریف'' کی علمی شہرت جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری سے ہوئی ہے۔

﴿ علمائے دیوبند، جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری کی نظر میں ﴾

جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری فرماتے ہیں :

''اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو ''اہل سنت والجماعت'' کا آپس میں اختلاف ہے، جس نے انہیں ''دو گروہوں'' میں بانٹ دیا ہے، دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی، حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے، لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔

اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے گا اور اگر چند امور پر اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق (یعنی دیوبندی اور بریلوی) عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے، لٹھ لئے ایک دوسرے کی ''تکفیر'' میں عمریں برباد کرتے رہیں''۔

(تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، صفحہ ۱۱)

محترم قارئین کرام ! جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری سجادہ نشین بھیرہ مولوی نعیم الدین مراد آبادی کے شاگرد تھے اور خواجہ قمر الدین سیالوی کے ﴿خلیفہ مجاز﴾ ہیں جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری '' علمائے دیوبند'' کو صریح لفظوں میں '' اہلسنت

والجماعت'' کہتے ہیں ،اگر مزید ان کے بارے میں معلوم کرنا مقصود ہو تو احقر کی کتاب '' مولانا احمد رضا خان بریلوی حقیقت کے آئینے میں'' ان صفحات ''۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳'' کا بغور مطالعہ کرلیا جائے ،اس سے جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری ''بھیرہ شریف'' کی اصل رائے کا اندازہ ہو جائے گا۔

علمائے دیوبندؒ، جناب مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی کی نظر میں

جناب مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی فرماتے ہیں

''قسام ازل سے (ازل تقسیم کرنے والا یعنی) کسی کو سمجھ ہی ایسی عطا فرمائی ہو کہ اس کی سمجھ میں کسی عبارت کے ایسے ظاہری معنی نہیں آتے جو موجب کفر ہوں تو ایسے شخص کی دیانۃً تکفیر نہیں کی جا سکتی کہ وہ ایسے معنی کا قائل نہیں جو موجب تکفیر ہیں''۔

(فتاویٰ مظہری: صفحہ ۳۷۸)

محترم قارئین کرام ! جناب مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی اسی لئے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کا ذکر نہایت اچھے الفاظ میں کیا کرتے تھے اور ''علمائے دیوبندؒ '' کی تکفیر میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کی بنائی ہوئی ساری عمارت کو دھڑام سے نیچے گرادی اور ایک ہی جھٹکے میں ریزہ ریزہ کردیا، پروفیسر محمد مسعود احمد بریلوی اپنے والد مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی کے ذکر میں تحریر کرتے ہیں :

''اہل سنت والجماعت میں مختلف جماعتیں موجود ہیں مگر مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی نے خود کو کبھی کسی جماعت سے وابستہ نہیں فرمایا، حضرت کا ''مسلک تائید حق'' تھا خواہ وہ کسی جماعت میں ہو یہی وہ ''معتدل'' راستہ تھا جس کی وجہ سے ہر مکتب فکر کے لوگ حضرت

کی بے انتہاء قدر و منزلت کرتے تھے''۔(مقدمہ فتاوٰی مظہری)

محترم قارئین کرام ! اب بھی کیا کسی کو اس میں شک ہو سکتا ہے کہ'' علماء دیوبندؒ '' اہلسنت والجماعت سے نہیں ہیں اور اسے خود وہ لوگ بھی مانتے ہیں جنہیں احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین اپنے بزرگ سمجھتے ہیں، یہ حالات احمد رضا خان فاضل بریلوی کی بے بسی کی منہ بولتی تصویر ہے کہ اہل علم کے کسی حلقے سے ان کے دین و مذہب کی کہیں تائید نہیں ہوئی کہ'' اہلسنت والجماعت'' کو مستقل طور پر دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

علمائے دیوبندؒ، حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کی نظر میں

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں :

(۱)'' یہ حضرات مسلمان اور مسلمانوں کے پیشوا ہیں''۔(براۃ الابرار صفحہ ۲۰۹، ۱۳۳۵ھ)

(۲) حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں :

''اعلحضرت فاضل بریلوی نے اکثر'' علماء کو تکفیر'' کے گھاٹ اتار دیا اور فاضل بریلوی کی تفسیق و لعن طعن سے تو کوئی بھی نہیں بچا''۔(تجلیات انوار المعین : صفحہ ۵۶)

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے شوق تکفیر کی ان الفاظ میں بھی مذمت فرمائی :

(۳)'' دنیا میں شاید کسی نے اس قدر'' کافروں کو مسلمان'' نہیں کیا ہو گا جس قدر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے'' مسلمانوں کو کافر'' بنایا، یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے اعلیٰ حضرت کے کسی کے حصے میں نہیں آئی''۔(تجلیات انوار المعین، صفحہ ۹۱)

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں :

(۴) ''اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی مسلمانوں پر ''تشدد وسختی'' کرنے سے تائب ہو جائیں، البتہ اپنے ماننے والوں کو جس قدر چاہیں (گمراہی و بدعات وغیرہ) کا اجر تقسیم کریں ہم کو اس سے بحث نہیں، لیکن اس بنا پر دوسروں کی ''تضلیل وتفسیق'' نہ کریں''۔ (تجلیات انوار المعین، صفحہ ۷۶)

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ، احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فتویٰ نویسی اور جاہلانہ اعتراضات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

(۵) ''اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی نقض اور استفسار میں فرق نہ کر سکے، فتویٰ نویسی سے نا آشنا ہیں، دلائل دینے سے ہمیشہ گریز کرتے رہے، ان کے جاہلانہ سوالات، رسالہ ''اجلی انوار الرضا'' مادھورام کی سی تحریر ہے، یہ جہل مرکب علم بسیط اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کا مدار زندگی ہے، ایسے ''فحش گو کو مجدد'' تسلیم کرنا حماقت ہے، میدان میں آکر خصموں کے حملے سہ نہ سکے''۔ (تجلیات انوار المعین: صفحہ ۷۹)

(۶) حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں :

''اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین آؤ ہم تم کو احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ''کمالات سے روشناس'' کرائیں، تم نے ساری عمر ان کے ساتھ صحبت اور مخاطبت میں گزار دی پھر بھی ان کے ''کمالات'' سے بے خبر رہے، ہم پر صرف ایک ہی مخاطبت کی بدولت ان کے تمام ''کمالات وخصوصیات'' کا انکشاف ہو گیا۔ وہ ''کمالات وخصوصیات'' تقریباً بارہ کے قریب ہیں (۱) بند خلاصی (۲) الزام بما لم یلتزم (لازم نہ آنے والی چیز کو لازم کرنا) (۳) مغالطہ دہی (۴) بہتان

طرازی (۵) خروج از دائرہ بحث (٦) مجادلہ (۷) حق پوشی (۸) بادبدستی (۹) کج بحثی (۱۰) خلاف بیانی (۱۱) افتراء وتحریف (۱۲) خودفراموشی''۔

(تجلیات انوار المعین: صفحہ ۱۷۴ تا ۱۷۴)

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ فرماتے ہیں :

''اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کی شان اس سے ارفع ہے کہ وہ صرف ''ابناء عصر کی تکفیر'' پر اقتصار کریں ، احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ''شمشیر تکفیر سے سلف صالحین'' کی گردنیں بھی محفوظ نہیں''۔ (تجلیات انوار المعین: صفحہ ۳۹)

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ ''سیال شریف'' کے خواجہ قمرالدین سیالوی کے استاد تھے۔

محترم قارئین کرام ! مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی خود اپنوں کی نظر میں کیا تھے اور وہ اپنے اختلاف کے شوق کو کسی طرح اپنوں پر بھی پورا کرتے تھے، احمد رضا خان فاضل بریلوی کے اختلاف سے نہ علماء بدایوں بچے، نہ علمائے رامپور، نہ علمائے اجمیر، نہ علمائے دہلی اور نہ ہی علمائے خیرآبادی بچے بلکہ ''مسلمانان اہلسنت والجماعت'' اس طرح آپس میں تقسیم ہوئے کہ ہندوستان میں ''اہلسنت والجماعت'' کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ نے ایک کتاب ''تجلیات انوار المعین'' تحریر فرمائی، اس میں آپؒ نے صاف لفظوں میں مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے شغل تکفیر سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے اور احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ان ''شیطانی صفات اور خصوصیات'' سے بحث کی ہے جو شاید ہی وقت کے کسی اور عالم

میں کبھی پائی گئی ہوں، نیز ''علمائے دیوبندؒ '' کو کافر ثابت کرنے کی کوشش میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کا ساتھ نہیں دیا، حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کا علمی مقام احمد رضا خان فاضل بریلوی سے کہیں زیادہ تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کرامت سلطان الاولیاء حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی ہے جس کی برکت سے حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کے سامنے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ''باطنی غلاظت'' کی حقیقت کھل گئی تھی، حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بارے میں جو ''انکشافات'' ہوئے، انہی کا نام ''تجلیات انوار المعین'' ہے۔

حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ خیر آبادی اجمیر کے علاقے کے ''مدرسہ معینیہ عثمانیہ'' کے صدر مدرس تھے، آپ مولانا اجمیریؒ، علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم میں سے نہیں تھے، مولوی محمد اشرف کچھوچھوری بریلوی کے بیٹوں مدنی میاں اور ہاشمی میاں نے اپنے رسالہ ''ماہنامہ المیزان'' کا ایک خصوصی نمبر ''المیزان احمد رضا نمبر'' شائع کیا تھا، اس میں ہاشمی میاں نے حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ کا تعارف اس طرح کرایا ہے، تحریر کرتے ہیں :

''شمس العلماء حضرت مولانا معین الدین اجمیریؒ، مولوی فضل حق خیر آبادی کی تحریک آزادی کے ممتاز رہنما تھے''۔ (المیزان احمد رضا نمبر صفحہ ۳۹۶)

علمائے دیوبندؒ، حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ کی نظر میں

حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ فرماتے ہیں:

''میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لے جارہے

ہیں اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ تو جہاں پائے مبارک حضور ﷺ کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں اور میں بے اختیار بھاگا جا رہا ہوں کہ حضور ﷺ کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا۔'' (انوار العاشقین: صفحہ ۸۸، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۳۳۲ھ)

محترم قارئین کرام! حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی نقشبندیؒ سلسلے کے نہایت قوی نسبت بزرگ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں ''کشف و کرامات'' سے بہت نوازا تھا اپنی اس باطنی شان سے ''علماء دیوبندؒ'' کو خوب پہچانتے تھے اور ''علماء دیوبندؒ'' کی عظمت اور روحانیت سے پوری طرح واقف تھے، حضرت سائیں توکل شاہ انبالویؒ کی مجلس میں احمد رضا خان بریلوی کے جاہل ماننے والے ''انگریز حکومت کے وفادار ایجنٹ'' نے کہا کہ حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ تو ''امکان کذب'' کے قائل ہیں، تو حضرت سائین توکل شاہ انبالویؒ نے یہ سن کر اپنی گردن جھکا لی اور تھوڑی دیر مراقبہ کر کے ارشاد فرمایا:

''لوگو! تم کیا بات کہتے ہو مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کا قلم عرش کے سائے میں چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں''۔ (انوار العاشقین: صفحہ ۸۹)

محترم قارئین کرام! یہ ان اللہ والوں کا مشاہدہ عرض کیا گیا ہے، جن کی بصیرت کا تذکرہ چاروں طرف ہندوستان میں مانا گیا تھا اور ان لوگوں کے بارے میں مشاہدہ ہے، جنہیں ہم ''علماء دیوبندؒ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں جو اپنی جگہ علم و عرفان کے آفتاب و ماہتاب تھے۔

مفتی محمد خلیل احمد خان قادری بدایونی ''مارہرہ شریف'' کے سید شاہ محمد میاں قادری سے بیعت تھے اور بدایوں کے محلہ سوتھ کی بڑھ والی مسجد کے سرپرست تھے،

آپ کا پہلے احمد رضا خان فاضل بریلوی پر پورا اعتماد تھا لیکن خوش قسمت شخص تھے کہ انہوں نے ایک دفعہ بریلی کے ''فتویٰ تکفیر'' پر خود غور وفکر کرنے کی زحمت گوارہ کی اور یہ موقف اختیار کیا کہ '' مسئلہ تکفیر تقلیدی نہیں تحقیقی'' ہے اور فرمایا کہ اسی پر علماء اہلسنت والجماعت کا قدیم زمانے سے عمل رہا ہے۔

﴿علمائے دیوبندؒ، جناب مفتی محمد خلیل احمد خاں بدایونی کی نظر میں﴾

جناب مفتی محمد خلیل احمد خان بدایونی فرماتے ہیں :

''لوگ خوب جانتے ہیں کہ فقیر کا مسلک اس سے قبل ''تکفیر'' میں وہ ہی تھا جو احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے ماننے والوں کا فتوے میں بیان کیا گیا ہے ، چونکہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تحریرات پر اعتماد تھا اور ''تکفیر'' کے بارے میں فاضل بریلوی کے ''فتوے کو صحیح اور درست'' سمجھتا تھا، اپنی ذاتی تحقیق کیلئے موقع نہ مل سکا، اب کچھ عرصہ سے فقیر کو اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے مواقع اور حالات عطا فرمائے پھر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فتوے اور تحریرات کو بنظر غائر مطالعہ کیا، تو احمد رضا خان فاضل بریلوی کے '' فتوے تکفیر کو ضعف'' واسقام سے خالی نہ پا کر فقیر نے ان ''فتوے تکفیری'' احکام سے ''کف لسان'' یعنی '' کافر کہنے'' سے اپنی زبان کو روک لیا کہ ''مسلمانوں کو کافر'' کہنے کی راہ خطرناک ہے، پھر فقیر نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ''فتوے تکفیر'' پر غور کیا تو یہ ثابت ہوا کہ ان کے اعتبار سے تو ہندوستان اور بیرون ہندوستان کے لاکھوں کروڑوں مسلمان اسلام سے خارج اور کافر ٹھرتے ہیں، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے امام و مؤذن اور نمازی پھر'' علماء دیوبندؒ '' کی پوری

جماعت عالم وغیر عالم پھر بدایوں ''مدرسہ قادریہ'' کے علماء کی پوری جماعت پھر علماء رامپور، لکھنوء کی پوری جماعت مع ان کے مریدین ومعتقدین اور شاگردوں کے یہاں تک کہ مظہر اعلیٰ مولوی حشمت علی بریلوی کے ''فتوے'' کی رو سے جوان کی کتاب ''ستر باادب سوالات'' میں درج ہے اس لحاظ سے تو مولوی سید محمد میاں المعروف بہ محدث اعظم کچھوچھوی بھی کافر ومرتد ہوگئے، کیونکہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کا مفروضہ فارمولا ہے جو ''علماء دیوبند'' کے ''کافر اور جہنمی'' ہونے میں شک کرے یا ''توقف'' کرے یا تامل کرے یا ''کف لسان'' کرے، وہ بھی ''کافر'' ہے اس فارمولے کے اعتبار سے عرب سے عجم تک لاکھوں، کروڑوں مسلمان ''کافر'' ہوگئے، نہ مکہ مکرمہ نہ مدینہ منورہ کے امام موؤذن ونمازی وحجاج نہ مصر وبغداد کے علماء نہ یمن افغانستان کے علماء اور عوام، نہ ھندوستان کے اہل علم مسلمان رہے، نہ انکے نکاح رہے نہ بیعت، ان کے نزدیک وہ سب اسلام سے خارج ہیں اور ''کافر ومرتد'' ہوگئے ہیں، احمد رضا خان فاضل بریلوی کا مفروضہ فارمولا یہ اعلان کررہا ہے کہ جو شخص ''علماء دیوبند'' کے ''کافر اور جہنمی'' ہونے میں شک بھی کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا، لہٰذا فقیر کا موقف بفضلہٖ تعالیٰ بعد تحقیق صحیح ''علماء دیوبند'' یعنی مولوی اشرف علی صاحب مرحوم اور مولوی محمد قاسم نانوتوی مرحوم وغیرھما کے بارے میں یہ ہے کہ فقیر ان کو ''کافر ومرتد'' کہنے کا ''سخت خلاف'' ہے، عبارات ''علماء دیوبند'' کا جو مطلب احمد رضا خان فاضل بریلوی نے اپنی کتاب ''حسام الحرمین'' میں مقرر کیا ہے وہ نہ خود مصنفین ''علماء دیوبند'' کے نزدیک صحیح ہے نہ اور ھندوستان کے اہل علم ودانش کے نزدیک صحیح ہے اور نہ ہماری سمجھ میں آتا ہے تو پھر وہ مضمون مفروضہ کیسے قطعی ہو، قطعی تو بلاشک

و شبہ متفق علیہ ہوتا ہے، احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ہم عصر مشہورین علماء تک کے نزدیک وہ مضمون صحیح نہیں ہے۔

ایک مسلمان کو قیامت کے دن اپنے ذاتی اعمال کا حساب دینا انسان کو کیا کم تکلیف دہ ہوگا، جو کروڑوں مسلمانوں کو" کافر و مرتد" کہہ کران کے حساب کا بار بھی اپنے سر پر لیا جائے جب کہ علماء معاصرین کی کثیر تعداد "علماء دیوبندؒ" کی تکفیر سے متفق نہیں ہے۔

چنانچہ علماء فرنگی محل ولکھنؤ، راج پور و علی گڑھ و پھلواری و بدایوں و خیر آباد، اجمیر و دہلی وغیرھا باوجود یہ کہ اکثر "اختلافی مسائل" میں یہ حضرات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ہمنوا ہیں، مگر علماء دیوبندؒ کی "تکفیر" کے مسئلہ میں یہ سب حضرات فاضل بریلوی سے بالکل متفق نہیں ہیں، اس لئے فقیر نے اپنا موقف بھی واضح کر دیا، اس موقف کے اظہار کے بعد بریلی سے چند احمد رضا خان فاضل بریلوی کے واعظین فقیر کے پاس تشریف لائے اور بات یہ شروع کی کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نے "علماء دیوبندؒ" کی تکفیر کی ہے لیکن آپ نے اپنی "رائے" کیوں بدل دی ہے؟ اس پر فقیر نے فرمایا:

"علماء دیوبندؒ" کی تخصیص نہیں احمد رضا خان فاضل بریلوی نے تو علماء بدایوں پر بھی "کفر کا فتویٰ" دے رکھا ہے اس پر ایک واعظ نے کہا، یہ "کفر لزومی کا فتویٰ" ہے کہ علماء بدایوں کی باتوں سے "کفر لازم" آرہا ہے یہ نہیں کہ علماء بدایوں میں اس کا التزام پایا جاتا ہے "لزوم اور التزام" میں فرق ہے، یہ بات اس واعظ کی سن کے فقیر کے پاس اس وقت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی کا تحریر کردہ

رسالہ ''سد الفرار'' موجود تھا فوراً فقیر نے یہ رسالہ نکالا اور بتایا کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نے مولوی عبدالمقتدر بدایونی پر یہ پانچ حکم کفر لگایا ہے اور آخر میں احمد رضا خان فاضل بریلوی نے یہ بھی لکھا ہے :

''برادرم پر کم از کم بلاشبہ بالاجماع پانچ حکم کفر لازم ہوئے''۔ (سد الفرار)

احمد رضا خان فاضل بریلوی کی اس عبارت کو دکھانے کے بعد اس واعظ سے فقیر نے یہ سوال کیا کہ بلاشبہ بالاجماع کفر لزومی ہوتا ہے یا التزامی؟ اس کا ان تمام واعظین سے کچھ نہ بن پڑا اس کے چند دن بعد کچھ حضرات بریلی سے اور آئے، جعفری مسجد میں فقیر سے ملاقات کی اور فقیر سے کہا کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی مفتی برحق ہیں، تو پھر آپ ان کیخلاف رائے کیوں رکھتے ہیں؟ یہ بات سن کر فقیر نے ان واعظین سے سوال کیا کہ فرمایئے احمد رضا خان فاضل بریلوی کا ''طبقہ فقہاء'' کے سات طبقات میں سے کون سا طبقہ تھا۔ ان سات طبقوں کی تصریح درمختار، ردالمحتار اور طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرھا کتب معتبرہ میں موجود ہے۔

اس پر ان واعظین نے کہا کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اصحاب الترجیح میں سے تھے، اس پر فقیر نے جواب دیا کہ علماء اعلام اصحاب الترجیح میں صاحب ھدایہ اور علامہ ابن ہمام حنفی ؒ کو ذکر کرتے ہیں اور صاحب وقایہ اور صاحب کنز الدقائق کو اس درجہ میں تسلیم نہیں کرتے انہیں اصحاب التصحیح میں سے سمجھتے ہیں، اس پر ان واعظین سے فقیر نے یہ بھی سوال کیا کہ آپ حضرات نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کو ''اصحاب الترجیح'' میں کیسے داخل کرلیا ہے، اس پر ان واعظین میں سے ایک نے کہا کہ ہم ''مناظرہ'' کرنے کے لئے نہیں آئے تھے صرف ملاقات کیلئے آئے تھے،

پھر ایک واعظ نے فقیر سے ایک اہم سوال یہ کیا کہ آپ کا بیعت کا تعلق ''خانقاہ مارہرہ شریف'' کے سید محمد میاں قادری مارہروی سے ہے اور وہ ''علماء دیوبند'' کی تکفیر میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ہم خیال ہیں اب آپ کا سلسلہ بیعت سید محمد میاں قادری مارہروی سے قائم رہا ہے یا نہیں؟ وہ تو ''علماء دیوبند'' کی تکفیر کرتے ہیں، اس پر فقیر نے جواب دیا کہ ''کفر واسلام میں شیوخ ومرشدین'' کا اتباع ضروری نہیں ہے بلکہ ''ائمہ ھدیٰ اہل سنت والجماعت'' کا اتباع کیا جائے گا یہ مسئلہ تقلیدی نہیں بلکہ دارومدار اس مسئلہ کا تحقیق پر ہے۔

اس کے بعد چند دوسرے واعظین فقیر کے پاس آئے اور خوب شور وشغب کرنے کی ٹھانی اور عوام کو دھوکہ وفریب دینے کیلئے طرح طرح کی باتیں فقیر کے متعلق کرنے لگے اور فقیر کو مناظرہ کرنے کو کہا، اسپر فقیر نے فرمایا کہ پہلے ان چھ سوالات کا جواب دو پھر مناظرہ کرنے کی دعوت قبول کی جائے گی وہ سوالات حسب ذیل تھے۔

(۱) اہلسنت والجماعت کی جامع اور مانع تعریف بیان کیجئے؟

(۲) اہل قبلہ اور اہل کلمہ (لا الہ الا اللہ) کا ایک ہی مطلب ہے یا الگ الگ اگر ایک ہی مطلب ہے، تو کیا ہے اور اگر الگ الگ ہے تو کیا ہے؟

(۳) علماء کرام کے طبقات بعض نے پانچ اور بعض نے سات بتائے ہیں لہذا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے متعلق صاف صاف واضح کیجئے ان طبقات میں سے کون سے طبقے کے عالم تھے، پانچ کے اعتبار سے کون سے طبقہ کے، سات کے اعتبار سے کون سے رتبہ کے تھے؟

(۴) وہابی اور دیوبندی کی الگ الگ جامع اور مانع تعریف بیان کیجئے؟

(۵) فقیر کا طریقہ جو آپ پر خوب واضح ہے یعنی ''علماء دیو بندؒ '' کے بارے میں ''کف لسان'' کرنا اس پر شرعاً کیا حکم لگتا ہے اس حکم کو دلیل شرعی سے ثابت کیا جائے؟

(۶) وہ علماء مشہورین جن کے نام نیچے لکھے ہیں ان کے بارے میں بتاؤ کہ یہ علماء حضرات آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا غیر مسلم، بصورت مسلمان یہ سنی ہیں یا غیر سنی؟

علماء فرنگی محل، لکھنؤ میں حضرت مولانا عبدالحئیؒ صاحب لکھنویؒ اور حضرت مولانا عبدالباریؒ و جناب مولوی عتیق میاں، علماء رام پور میں جناب مولوی سلامت اللہ صاحبؒ و جناب مولوی خلیل اللہ خانؒ و حضرت مولانا عبدالبصیر میاں پیلی بھیت و حضرت مولانا نذیر احمد صاحب احمد آباد گجرات، علماء بدایوں میں سے جناب مولوی عبدالقادر صاحب و جناب مولوی عبدالمقتدر صاحب و حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب و جناب مولوی محبّ احمد صاحب و حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سابق مفتی مدرسہ قادریہ بدایوں، ان حضرات علماء معاصرین کے بارے میں آپ کی لاعلمی ظاہر کرنا کافی نہ ہوگا، کیونکہ ان میں اکثر کے ذکر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے رسائل میں موجود ہیں ؟

عزیزان گرامی ! یہ سوالات فقیر نے جب ان جاہل واعظین کو بھیجے تھے مگر اس کے جواب میں ساری پارٹی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے واعظین کو سانپ سونگھ گیا، جب درمیانی لوگوں نے بار بار تقاضے کیے کہ ان ''سوالات کا جواب'' دیا جائے تو مولوی حکائی شریف الحق بریلوی نے کہا کہ ان سوالات کا جواب ہم نہیں دے سکتے اگر ہم ان کا جواب دیں گے تو ہمارے ہاتھ کٹ جائیں گے، اس سے صاف

ظاہر ہے کہ یہ لوگ دھوکہ وفریب کا جال پھیلانے کیلئے بدایوں تشریف لائے تھے، کسی دینی مسئلہ پر گفتگو کرنے نہیں آئے تھے ''افہام وتفہیم'' مقصود نہ تھا دینی احکام میں طالب حق ان کا مقصود نہیں تھا صرف عوام اور ناواقفوں کو اپنے جاہلانہ جال میں پھانسنا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے واعظین کا مقصود تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بدایوں کے باشندے اہل علم وفہم اس جاہلانہ جال میں پھانسنے کی چال کو سمجھ گئے۔

اس کے بعد احمد رضا خان فاضل بریلوی کے واعظین نے کہا کہ ہم مناظرہ نہیں کرتے صرف آپس میں ''افہام وتفہیم'' کیلئے کچھ گفتگو وہ بھی تنہائی میں ہوگی۔

فقیر نے اس پر کہا کہ اگر یہ ہی آپ لوگ چاہتے ہو تو کم از کم شہر بدایوں کے اہل علم وفہم حضرات کو ہی بلا لیا جائے یعنی جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب صدر مدرس ''مدرسہ شمس العلوم'' اور سجادہ نشین درگاہ قادریہ جناب مولوی حافظ سالم میاں صاحب تا کہ گفتگو کو یہ حضرات بھی سن لیں مگر وہ تو خوب جانتے تھے کہ ہم لوگ نہ کوئی جواب دے سکتے ہیں اور نہ دے سکیں گے، یہ حضرات اہل علم وفہم آجائیں گے تو ہمیں عوام کو دھوکہ وفریب دینے اور جھوٹ بولنے کو موقع کم ملے گا، لہٰذا اس کو منظور نہ کیا، منظور کیوں کرتے حق طلبی اگر ہوتی تو یہ لوگ ضرور منظور کرتے وہاں تو مقصود ہی جھوٹ بولنا اور عوام کو دھوکہ وفریب دینا تھا، بہرحال گفتگو کا آغاز ہوا تو فقیر نے اپنے مسلک یعنی ''علماء دیو بندؒ '' کی تکفیر سے ''کف لسان'' کی تائید اور تشہید میں جو دلائل پیش کیے ان میں سے کسی بات کا کوئی ''مسکت جواب'' تو کیا دیتے من گھڑت اور جھوٹ (ملاں آں باشد کہ چپ نشود) ''یعنی ملا وہ ہے جو کبھی خاموش نہ ہو اور مختلف تاویلیں کرتا رہے'' کے نقشے دکھائے مثلاً فقیر نے یہ سوال کیا تھا کہ احمد رضا خان فاضل

بریلوی نے حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی مرحوم کے بارے میں ''کف لسان'' کیوں کیا، اس کے جواب میں بے پر کی اڑائی کہ ''تقویۃ الایمان'' کے متعلق یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ یہ کتاب مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مرحوم کی ہے وہ کتاب لکھنے کے بعد ''یاغستان'' چلے گئے اور کہہ گئے تھے کہ میں واپسی کے بعد اس کتاب میں کچھ ترمیم کروں گا وہ وہاں جاکر انتقال کر گئے لوگوں نے بعد میں اس کو چھپوادیا۔

مسلمانوں اس سراپا کذب وافتراء کو ملاحظہ فرمایئے کہ جو چیز کبھی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے بھی خواب وخیال میں نہ آئی اور مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے جو ''اشتہار اطیب'' ''تقویۃ الایمان'' کے رد کے نام سے کتاب لکھی ان کے بھی کبھی خیال میں یہ بات نہ آئی، وہ ان احمد رضا خان فاضل بریلوی کے واعظین کے دماغ میں سمائی جس کا سر نہ پیر بے پر کی اُڑائی ہے۔

پھر فقیر نے سوال کیا کہ ''علماء دیوبند ؒ'' نے جب صریحاً انکار اور اس مضمون خبیث سے تبری وتحاشی (یعنی بری ہونا اور کنارہ کشی اختیار کرنا) بیان کردی اور اسی عبارت کا مطلب بھی بتادیا، اس کے بعد احمد رضا خان فاضل بریلوی کی کوئی تحریر جو خاص ان ہی کی ہو جس میں انہوں نے ان کے انکار اور تبری وتحاشی کے علم کا اقرار کرتے ہوئے پھر بھی ان کے لئے حکم ''کفر وارتداد'' باقی رہنے کو بیان کیا ہو تو دیکھایئے اس کے جواب میں انہوں نے ''واقعات النسان'' کو پیش کیا، اس پر فقیر نے کہا کہ میری شرط کے مطابق یہ رسالہ نہیں ہوا کیونکہ میری شرط تو یہ ہے کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی ہی کی ''تصنیف'' ہو، کیونکہ ''کفر کا فتویٰ'' دینے والے وہ ہی تو ہیں، یہ رسالہ تو مصطفٰے رضا خان بریلوی کا لکھا ہوا ہے، لہٰذا اسکو پیش کرنے سے کیا فائدہ خاص

احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ہی ''تصنیف'' دیکھایئے، فقیر کے سوال کا جواب تو جب ہی ہوگا، چنانچہ اس کے جواب میں عاجز ہوگئے۔

الغرض ان لوگوں کو حق طلبی تو مقصود تھی ہی نہیں لیکن فقیر کا مقصود الحمد للہ تعالیٰ حق گوئی اور حق طلبی ہی رہا اور ہے، اگر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ان واعظین میں تھوڑی بہت بھی ''حق گوئی وحق طلبی'' مقصود ہوتی تو فقیر کو اس کے شبہات وسوالات کا مسکت جواب ضرور کسی مناسب صورت سے دیتے اور ان سوالات کو واضح طور پر حل کرتے یہ لوگ زبردستی منوانا چاہتے ہیں، چاہے کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے قواعد علوم شرعیہ کے موافق ہو یا مخالف مگر یہ لوگ ایک ہی بات کہتے ہیں کہ ہماری بات مانو اور ہمارے مقلد بنو ورنہ تم پر بھی ''فتویٰ کفر'' ہے، احمد رضا خان فاضل بریلوی کی آنکھ بند کر کے تقلید کرو، ورنہ تم نہ سنی نہ مسلمان یہ ہے ان واعظین کا ''دین ومذہب'' اور گویا ایمان وشریعت اسلامیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کہ یہ لوگ ٹھیکیدار ہیں، کفر واسلام کی سند ان کے قبضے میں ہے، جنت وجہنم کے یہ لوگ گویا مالک ہیں اپنی مرضی ورائے سے جسے چاہیں ''جنتی'' بنادیں اور جسے چاہیں ''جہنمی'' بنادیں، وہ بھی ان کی اپنی انفرادی رائے سے جس میں ان کے ہمعصر علماء ہندوستان بھی متفق نہیں، ''علماء دیوبندؒ'' کی عبارات کی نقل ومطلب پر اہل علم ودانش کا بہت کلام ہے، افسوس جہالت اور نفسانیت نے ان واعظین کو ''صمٌّ بکمٌ'' بنادیا اور اس پر طرہ یہ کہ اپنے کو اہل حق بتاتے ہیں، احمد رضا خان فاضل بریلوی اپنے دور کے ایک معروف عالم تھے، لیکن اس کے یہ تو معنی نہیں کہ وہ بشر نہ تھے فرشتے تھے یا نبی ورسول تھے، (نعوذ باللہ) پھر ان کی یہ انفرادی رائے کیسے قطعی اور یقینی ہوگئی۔

حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام احمد بن حنبل (رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم) جو مسلمانوں کے معلم پیشوا اور مجتہدین مطلق کے درجات عالیہ پر فائز ہیں ان کی بھی ''اجتہادی رائے قطعی ویقینی'' نہیں ہوسکتی نہ کسی مسلمان نے آج تک یہ کہا کہ ان کی ''اجتہادی رائے یقینی اور قطعی'' بلاشبہ ہے، پھر ''عقائد نسفی'' وغیرہ جیسی کتب معتبرہ میں صاف فرمایا گیا ہے۔

(المجتھد قد یخطی وقد یصیب)

ترجمہ: ''یعنی مجتہد مسائل اجتہاد میں کبھی مخطی (غلطی کرنے والا) ہوتا ہے کبھی مصیب (درست قول کرنے والا)''۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الراشدین ہیں، جن کو حضور نبی کریم ﷺ نے ﴿کنیفۃ العلم﴾ ''یعنی علم کی تھیلی'' فرمایا تھا وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ''وصال شریف'' کے بعد التحیات میں ''السلام علیک ایتھا النبی'' کی جگہ ''السلام علی النبی'' پڑھتے تھے، ''بخاری شریف'' میں یہ واقعہ موجود ہے، لیکن علماء امت نے اس کو ان کی ذاتی رائے قرار دیکر ترک کردیا، ذرا انصاف تو کرو، اتنے بڑے پیشوایان اسلام کے ''اجتہادی اقوال تو حجت شرعیہ'' نہیں بن سکتے نہ ان کو دین ومذہب کا عقیدہ بنا کر پیش کیا گیا۔

آج احمد رضا خان فاضل بریلوی اوران واعظین کے فتوؤں کو جس کا دارومدار صرف ان کی اپنی ذاتی انفرادی رائے پر ہے، وہ مسلمانوں کا دینی وایمانی عقیدہ بنا کر پیش کرنا اوراس میں شک کرنے والے کو ''کافر ومرتد'' بتانا کون سا دین ومذہب ہے، کیا اسی کا نام عشق رسول ﷺ اور سنیت ہے، یہ کھلا ہوا دھوکہ وفریب

ہے جس سے ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے''۔ (انکشاف حق: صفحہ ۸ تا ۵۵)

محترم قارئین کرام ! ان تحریرات میں جہاں لفظ ''فقیر'' استعمال ہوا ہے اس سے مراد مفتی محمد خلیل احمد خان بدایونی کی ذات گرامی ہے، ان کے ارشادات بنام ''انکشاف حق'' احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے جاہل واعظین پر بجلی بن کر گرے مفتی خلیل احمد خان بدایونی چونکہ خود اسی ''مارہرہ شریف'' کے حلقے کے بزرگ تھے، آپ کے ''دوست احباب علماء اہل بدعت بریلوی'' آپ سے طرح طرح کے سوالات کرنے لگے، اس کے لئے کئی احباب ''بریلی سے بدایوں'' تشریف لائے اور کئی مجلسیں ترتیب دی گئیں، کئی مناظرے تجویز کرنے کے اعلانات ہوئے اور پورے ایوان مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی میں ایک تہلکہ مچ گیا۔

ہم نے اپنے قارئین کے سامنے ان مجالس کی مکمل روداد مفتی محمد خلیل احمد خان بدایونی کی زبانی تحریر کردی اور ان سے جن بریلوی واعظین نے اس موضوع پر گفتگو کی اور بات چیت ہوئی اس میں بریلوی واعظین اپنے اس تکفیری موقف کے حق میں اپنے ہی دوستوں کے سامنے کوئی دلیل قائم نہ کرسکے اور سوائے اس کے کہ اپنے اس تکفیری موقف کے علم کا بوجھ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے سر پر ڈالتے رہے، ان واعظین سے اس تکفیری موقف پر کچھ نہ بن پڑا، جبکہ مفتی محمد خلیل احمد خان بدایونی نے اپنے مسلک یعنی ''علماء دیوبند'' کی تکفیر سے ''کف لسان'' کی تائید میں جو جو سوالات پیش کئے تھے ان میں سے کسی ایک سوال کا بھی کوئی مسکت جواب تو کیا دیتے بلکہ من گھڑت اور جھوٹ بولنے کے نقشے نمودار کرکے دکھائے گئے۔

محترم قارئین ! یہاں غور فرمایئے کہ مفتی محمد خلیل احمد خان بدایونی کے یہ

ارشادات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے پیر بھائی کے ہیں اور مفتی محمد خلیل احمد خان بدایونی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے پیرخانہ ''مارہرہ شریف'' کے اپنے حلقے کی واضح شہادت ہے اور یہ بات بھی بالکل صحیح ہے کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کو تکفیر ''علماء دیوبندؒ'' پر احمد رضا خان فاضل بریلوی کو ان کے اپنے دور کے علماء معاصرین سے بھی کہیں حمایت وتصدیق نہ حاصل ہوسکی، جب اس دور کے اکثر علماء معاصرین دنیا سے وصال فرما کر رخصت ہو گئے تو پھر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ''جاہل و مکار واعظین'' نے اپنے ناواقف عوام کو علمائے بدایوں کے گرد جمع کرنے کے بجائے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کی عقیدت پر جمع کرنا شروع کردیا، یہ بریلویت اور رضا خانیت کی ابتداء ہے جو احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نام سے مشہور ہوتی چلی گئی۔

﴿علمائے دیوبندؒ، حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ کی نظر میں﴾

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ فرماتے ہیں :

''نیز جو شخص مجھ سے محبت وعقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے، اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں، اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے جیسے لوگ اب اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب ''ضیاء القلوب'' میں ہیں) ان کے سامنے (بیٹھ کر) حاصل کرے، انشاء اللہ بے بہرہ نہ رہے گا، خدا ان

(یعنی مولوی رشید احمدؒ اور محمد قاسم صاحبؒ) کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان (حضرات) کے نورِ ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرورِ عالم ﷺ کے صدقے میں قیامت تک ان (حضرات) کا فیض جاری رکھے''۔

(ضیاء القلوب، کلیات امدادیہ، صفحہ ۷۳ تا ۷۴)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ نے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین مہاجر مدنیؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کو خطوط لکھے تھے اس میں دو جگہوں پر حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

(مولوی رشید احمد صاحبؒ را بجائے فقیر دانستہ ہر چہ پرسیدن باشد از وشاں استفسار نمودہ بہ عمل آرند)۔

ترجمہ: ''یعنی مولوی رشید احمد صاحب (گنگوہیؒ) کو فقیر کے قائم مقام سمجھ کر جو کچھ دریافت کرنا ہو ان سے دریافت کریں اور اس پر عمل کریں''۔

(خط کی تاریخ ۱۹ محرم ۱۲۹۹ھ ہے)

دوسرے خط میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے مقدمے میں بالہامِ غیبی ''ضیاء القلوب'' میں جو کچھ لکھ چکا ہوں وہی ہے، جو فقیر سے ارادۃ ومحبت رکھتا ہے وہ ان سے بھی محبت رکھتا ہے وہ ان (مولوی رشید احمد صاحبؒ) کا مخالف اور دشمن ہے وہ فقیر کا بھی (دشمن) ہے، اب فقیر کے اخوان (بھائیوں) میں مولوی (رشید احمد) صاحبؒ موصوف پر کسی (شخص) کو (بھی) فضیلت نہیں اور جو کوئی یہ کہے کہ فقیر نے مولوی

(رشید احمد) صاحبؒ کو (اپنے سے) علیحدہ کردیا ہے، وہ (شخص) کذاب ہے، مولوی (رشید احمد) صاحبؒ کی محبت کو فقیر وسیلہ نجات کا سمجھتا ہے اور یہ بھی کہہ دیتا ہوں کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو اپنے پیر (حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ) کی جگہ جانتا ہوں اور یہ خط فقیر نے بہت دشواری سے لکھا ہے، بسبب ضعف بصارت کے لکھنا پڑھنا دشوار ہے''۔ (فقط اواخر ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ میں یہ خط لکھا گیا تھا)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی وفات کی خبر جب پہنچی تو کتنا صدمہ ہوا اور کیا تاثرات رونما ہوئے، ان الفاظوں سے اس کا اندازہ ہوتا ہے، جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ نے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مہاجر مدنیؒ کو خط میں تحریر فرمایا :

''اس صدمے نے ہم سب کو ضعیفی میں ڈال دیا، (انا للہ وانا الیہ راجعون)

عزیز من! جو (مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) تم میں بڑے ''سرپرست مدرسہ'' کے تھے، وہ ''جنت الفردوس'' کو سدھارے، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم سب صاحب بہ دل مدرسہ (دارالعلوم دیوبند) کی بہبودی میں مصروف ہو مگر فقیر بھی تم کو لکھ کر داخل ثواب ہوتا ہے۔

عزیز من ! خصوصاً تم کو کہ تم مدرسہ کے مہتمم ہو، چند امور کا لحاظ رکھنا چاہیے کسی (شخص) کے ساتھ بے جا رعایت نہ چاہیئے با امانت و دیانت رہنا چاہیئے، اگر کسی کے ساتھ رعایت و مروت کرو گے تو کل (قیامت) کو جواب دینا ہوگا، کیونکہ مدرسہ کا مال بیت المال ہے اس سے قرض اور پیشگی تنخواہ مت دیا کرو، تم کو اس (مال) میں تصرف کا حق نہیں پہنچتا، یوں تو سارے مدرس اس مدرسہ کے، فقیر کے عزیز اور پیارے

ہیں، مگر عزیزم مولوی محمد یعقوب نانوتویؒ سے چند وجہ سے زیادہ واسطہ (محبت) ہے، لہٰذا اگر وہ مدرسہ کے کسی کام میں کوتاہی کریں تو ان سے کام لیا کرو، انشاء اللہ وہ اس سے ناراض نہ ہونگے کیونکہ دانا (سمجھدار) ہیں، عزیزم (مولوی محمد قاسم نانوتوی) مرحوم کے جو شاگرد اور مرید ہیں اور دوست ہیں سب مدرسہ کی طرف توجہ رکھیں کہ عزیزم (مولوی محمد قاسم نانوتوی) رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی عمدہ یادگار ہی مدرسہ ہے، اس سے غفلت نہ کریں، عزیزم (مولوی محمد قاسم نانوتوی) مرحوم کی اولاد کے ساتھ آپ صاحب رعایت اور مروت رکھیں خصوصاً علم اور تربیت امور غیر میں بہت لحاظ رکھیں، فقیر چاہتا تھا کہ برخوردار (حافظ) احمد (صاحب) کو یعنی فرزند عزیز (مولوی محمد قاسم نانوتوی) مرحوم کو اپنے پاس بلا کر رکھوں اور یہاں مدرسہ (صولتیہ مکۃ المکرمہ) میں حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب (کیرانویؒ) کی خدمت میں تحصیل علم کرے اور جب تک فقیر زندہ رہے اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھے، مگر اس کی والدہ شاید (بیٹے) کی جدائی کو گوارہ نہ کرے، فقیر کو اس کی خاطر منظور ہے اس واسطے اس امر میں سکوت کیا، بہر حال دعا پر اکتفا کیا، اللہ تعالیٰ اس کو سب برائیوں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھے، علم نافع وعمل صالح نصیب کرے، (آمین)

بخدمت جمیع عزیزان ودوستاں سلام ودعا قبول اور مضمون بالا کو واحد تصور فرمائیں، مکرر یہ کہ ہمیشہ مدرسہ (دارالعلوم دیوبند) کی اطلاع کرتے رہیں تاکہ ہر ایک کا حال معلوم ہوتا رہے"۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ نے ایک خط حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کو بھی تحریر فرمایا:

''اس (مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کی وفات) کے صدمے نے فقیر کو زندگی سے بے مزہ کر دیا، اب یہی آرزو ہے کہ حق تعالیٰ خاتمہ بخیر سے جلد اس جہاں سے اٹھالے، (اس سے) زیادہ کیا لکھوں بجز رضا بقضا کے کچھ بن نہیں پڑتا اس نامہ غم کو تہ کر کے جواب خط لکھتا ہوں۔

جو تم میں بڑے اور مدرسہ کے سرپرست تھے راہی دار بقا ہوئے، (انا للہ وانا الیہ راجعون) اب تم سب کو چاہیے کہ جان و دل سے مدرسہ کی بہبودی اور بھلائی میں کوشش اور سعی کرو کہ جس سے نعمائے دارین حاصل ہوں، خصوصاً تم کو بہت کوشش کرنا چاہیے کہ تم کو سب لوگ اپنا بڑا سمجھتے ہیں، تم کو مناسب ہے کہ سب سے جو جس کام پر معین ہیں ان سے بخوبی کام لو۔

اور تم نے (فقیر کو) لکھا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی مرحوم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا تم بنا دو۔

عزیز من! فقیر ان دنوں میں مبہوت العقل ہے بعد میں اگر منظور الٰہی ہے تو لکھوں گا، تم وہاں سب کے حال سے واقف ہو، جس کو ذاکر شاکر مشغول حق اور ماسوا سے بے رغبت پاؤ اس کو اجازت (خلافت) دے دو، فقیر کی طرف سے بھی اجازت ہے، مولوی محمود الحسن شیخ الہندؒ وغیرہ سب اہل معلوم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو محبت و معرفت اپنی اور اتباع شریعت نصیب کرے۔''

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ نے ایک خط مولوی عبدالسمیع رامپوری کو بھی تحریر فرمایا:

''فقیر کا یہ مسلک ضرور ہے کہ اہل اسلام کو تکفیر پر جرأت نہیں کرتا، بلکہ اس

سے تنفر قلبی رکھتا ہے اور اس میں صرف اوقات کو حماقت بلکہ خسران وخذلان کا موجب سمجھتا ہے، جہاں تک ممکن ہو، تاویل کو محبوب سمجھتا ہے، بشرطیکہ سواد اعظم کے خلاف نہ ہو اور فقیر صلح بین المومنین کا بدل خواہاں ہے اور اپنے احباب کو بھی فقیر یہی نصیحت کرتا ہے کہ نزاع سے کنارہ کش رہیں''۔ (یہ خط انوار ساطعہ صفحہ ۵۹۹ پر موجود ہے، یہ خط ۱۳۰۶ھ کا ہے)

محترم قارئین کرام ! حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ تو حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کو اپنی جگہ بلکہ اپنے سے بھی بلند مرتبہ اور ان کی صحبت کو غنیمت اور ساتھ اپنے اس فیصلہ کو ''بالہام غیبی'' فرمارہے ہیں یعنی یہ بات حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کے دل پر اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کا مخالف اور دشمن ہے وہ شخص حضرت حاجی صاحبؒ کا بھی مخالف ودشمن ہے اور حضرت حاجی صاحبؒ نے یہاں تک فرمایا کہ تمام مریدین وخلفاء کے اندر جو فضیلت حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کو ہے وہ کسی مرید وخلیفہ کو نہیں ہے جو شخص میری نسبت سے یہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ سے ناراض ہوکر انھیں اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے، وہ شخص میرے نزدیک کذاب ہے، میں تو حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کی محبت کو وسیلہ نجات کا سمجھتا ہوں اور انہیں اپنے شیخ ومرشد کی جگہ سمجھتا ہوں اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے وفات پر یہاں تک فرمایا کہ ان کی وفات نے ہم سب کو ضعیفی میں ڈال دیا، فقیر کی زندگی کو بے مزہ کردیا اب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بعد یہی آرزو ہے کہ مجھے خاتمہ بخیر سے اللہ تعالیٰ جلد اس دنیا سے اٹھالے اور ''دارالعلوم دیوبند'' کے بارے کیسی کیسی نصیحتیں وہدایتیں تحریر فرمارہے ہیں

اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ کے تعلیمی وتربیتی معاملہ میں کیسی دل کی گہرائی سے فکرمند ہو رہے ہیں اور ان کے ساتھ کس طرح ''حسن سلوک'' کرنے کی ہدایت فرمارہے ہیں، ''بانی دارالعلوم دیوبند'' کے اس مدرسہ کو کتنی دعائیں دے کر یہاں کے علماء ومشائخ کو''خلافت'' عطا فرمانے کی ہدایت تحریر فرمارہے ہیں، یہ وہ ذات بابرکت ہے، جیسے عرب والعجم کے مشائخ وعلماء حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ کے نام نامی سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت حاجی صاحبؒ، صاحب کرامت وصاحب کشف بزرگ تھے، اس کشف وکرامت کا ذکر پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی زبانی سنئے فرماتے ہیں :

''جب میں نے ۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۸۹۰ء میں حج کے موقعہ پر حجاز مقدس ہی میں سکونت پذیر ہونے کا ارداہ فرمایا تو شیخ العرب العجم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ نے ''بنابر کشف'' آگاہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ عنقریب سرزمین ہندوستان سے ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جسکا سد باب آپ (پیر مہر علی شاہ گولڑوی) کی ذات سے متعلق ہے، اگر اس وقت آپ اپنے وطن میں بالفرض خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے''۔ (مہر منیر: صفحہ ۳۰۲)

محترم قارئین کرام! پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ کو صاحب کشف وکرامت مانا ہے، جبکہ حضرت حاجی صاحبؒ کی زندگی میں ہی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی وفات ۴ جمادی الاول ۱۲۹۷ھ ہجری بمطابق ۱۵ اپریل ۱۸۸۰ء میں ہوئی تھی اور حضرت حاجی صاحبؒ کی وفات ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۰۰ء۔ ۱۸۹۹ء میں ہوئی اور کتاب ''تحذیر الناس'' وفات سے پہلے تحریر اور

شائع کی گئی تھی، اوراحمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان کی زندگی میں ہی ''کفر کا فتویٰ'' دیا تھا اور یہ بھی فتویٰ میں تحریر کیا تھا کہ ان کے کفر میں جو شخص ''شک و تامل'' کرے وہ بھی ''کافر'' ہے، لیکن اس فتوے کے بعد بھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ ۲۰ سال مزید زندہ رہے اسی طرح حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کی زندگی میں ہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کی وفات ہوئی ہے لیکن وہ عبارات جس کو بنیاد بنا کر احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان ''علماء دیوبندؒ'' پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا، تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ جیسے صاحب کرامت وکشف بزرگ نے ان ''علماء دیوبندؒ'' کو کافر کیوں نہیں فرمایا؟ جنہیں آج بھی احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین میں سے ''کوکب نورانی'' وغیرہ جیسے لوگ، اہل اللہ، خاصان خدا اور بزرگ ہستی تسلیم کرتے ہیں، آخر احمد رضا خان فاضل بریلوی کے اس فتوے کی روسے تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ جیسے صاحب کرامت و کشف بزرگ ترین ہستی گرامی کی ذات بابرکت پر بھی حرف آتا ہے، اور جو لوگ علماء اہلسنت والجماعت میں سے ہیں، جو اپنے آپ کو نہ ''بریلوی نہ دیوبندی'' کہتے ہیں اور ساتھ میں ''علماء دیوبندؒ'' کو مسلمان اور مسلمانوں کا پیشواء تسلیم کرتے ہیں، ان پر بھی حرف آتا ہے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ ہر ماہ مکۃ المکرمہ سے ''دارالعلوم دیوبند'' کے لئے ایک روپیہ امداد بھیجا کرتے تھے۔

اب اخیر میں وفات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ نے ''علماء دارالعلوم دیوبند'' کے نام جو خط تحریر فرمایا تھا، اس کا متن قارئین کی خدمت میں تحریر کرنا چاہتا ہوں، جو آج بھی ''دارالعلوم دیوبند'' کے دفتر

اہتمام میں حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ کے قلم سے تحریر کیا ہوا موجود ہے۔

حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں :

''بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر امداداللہ عفااللہ عنہ، ان کی خدمت میں جو صاحب اس فقیر سے علاقہ محبت اور ارادت اور قرابت رکھتے ہیں، خواہ قرابت حسبی ہو یا نسبی، عرض ہے کہ ''مدرسہ عربیہ دیوبند'' جو اس وقت اپنی خوبی سے نہایت رونق اور شہرت پر ہے، فقیر کو اس سے ایک علاقہ خاص ہے بلکہ یہ ''مدرسہ'' اپنا ہی ''مدرسہ'' سمجھتا ہے اس جہت سے سب صاحب اس ''مدرسہ'' کو اپنا ہی ''مدرسہ'' سمجھیں اور جو کچھ امانت اس ''مدرسہ'' کی اپنی ذات سے ہو سکے یا سعی اور سفارش سے ممکن ہو اس میں ہمیشہ ساعی رہیں اور نگرانی اس ''مدرسہ'' کی اپنے ذمہ ضروری سمجھیں، کیونکہ اس آخری زمانے میں جو ''مقبولیت بارگاہ الٰہی'' میں اس کارخانہ علم کو ہے اور امر کو نہیں، اور سب صاحب اس ''مدرسہ'' کے باب میں بلکہ ہر امر میں متفق و یک دل جہت ہو کر ہمت فرمائیں کیونکہ اتفاق اللہ تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک نہایت مقبول اور ہر کام میں موجب انجام نیک ہے''۔

کسی عارف نے خوب فرمایا :

کیسی کیسی صورتیں آنکھوں سے پنہاں ہوگئیں !
کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشاں ہوگئیں !

﴿ علمائے دیوبندؒ، حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ کی نظر میں ﴾

استاذ العلماء حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ نے ۱۳۱۳ھ میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کو ایک مفصل خط تحریر کیا تھا، جس میں ''شغل تکفیر'' سے منع فرماتے

ہوئے تحریر فرمایا :

''ذرا غور فرمایئے ! ہماری سختی اور تشدد نے ہمارے ''اہلسنت والجماعت''

اور بالخصوص احناف کو کیسا سخت صدمہ پہنچایا ہے۔

افسوس صد افسوس ! ہمیں اپنے پاک مذہب کی اس ذلت پر ذرا نظر نہیں ہوتی، احمد رضا خان فاضل بریلوی ذرا خدا کے لئے غور کیجئے اور دشمنانِ اسلام کو ہم اور ہمارے پاک مذہب پر ہنسنے کا موقع نہ دیجئے''۔ (اتمام الحجہ: صفحہ ۳۳، مراسلات سنت وندوہ: صفحہ ۱۶ سیرت مولانا مولوی محمد علی مونگیریؒ: صفحہ ۱۷۱ تا ۱۷۲)

محترم قارئین! حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ کی روحانی نسبت شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ سے تھی، ان کا ''مدرسہ فیض عام'' کانپور میں تھا، اس خط کو پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں احمد رضا خان فاضل بریلوی ''دشمنان اسلام'' کو ''دین اسلام'' پر ہنسنے کا موقع دے رہے تھے اور بے جا تشدد ''اہل سنت والجماعت'' کے دو ٹکڑے کر رہے تھے۔

حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ سے اس دور کے نامور معاصرین اسلام میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس نے آپ کے گلشن علم سے فیض نہ حاصل کیا ہو، اس وقت آپ کی شاگردی فضل وکمال کی سب سے اعلیٰ اور بلند ترین سند شمار ہوتی تھی، آپ کے خاص شاگردوں میں یہ علماء اسلام قابل ذکر ہیں :

حضرت مولانا عبدالحق دہلویؒ مصنف ''تفسیر حقانی'' مولانا عبدالغنی کانپوریؒ، مولانا احمد حسن کانپوریؒ اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی جیسی برگزیدہ ہستیاں ہیں، ایک بار ''جامعۃ العلوم کانپور'' کے جلسۂ دستار بندی کے موقع پر ''علماء دیوبندؒ'' کے

مشہور پیشوا شیخ الہند حضرت اقدس مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ تقریر فرمارہے تھے کہ حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھیؒ جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو دیکھتے ہی بمنشاء ادب واحترام اپنی تقریر ختم کردی۔

آپ ''علماء دیوبند'' اور ''ندوۃ العلماء'' کے بانیان اور متعلقین علماء کو آخر زندگی تک مسلمان اور ''اہلسنت والجماعت'' سمجھتے تھے، کبھی بھی احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری شغل میں ان کا ساتھ نہیں دیا جس کا اندازہ اس خط سے بخوبی ہوتا ہے۔

﴿علمائے دیوبندؒ، مولوی سید پیر محمد حسین شاہ صاحب کی نظر میں﴾

مولوی سید پیر محمد حسین شاہ صاحب فرماتے ہیں :

''درس نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب اور فلسفہ وغیرہ کی تکمیل میں نے ''مدرسہ امینیہ دہلی'' سے کی تھی، قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر میں نے حضرت مولانا ڈپٹی نزیر احمد صاحبؒ سے پڑھی ہیں اور حدیث کی کتابیں مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ سے پڑھی ہیں، ''مدرسہ امینیہ'' میں جب میں نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کیلئے (شیخ الہند) حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحبؒ (دیوبندی) تشریف لائے تھے، آپؒ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں، میں فطری تواضع وانکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھا، جب میری باری آئی تو دستاریں ختم ہوچکی تھیں، (شیخ الہند) مولانا محمود الحسن صاحبؒ (دیوبندی) کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انھوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر میری دستار بندی کی اور میری ذہانت وفطانت کی تحسین فرمائی، میری سند پر (شیخ

الہند) نے اپنے دستخط ثبت کئے، اور میرے لئے دعا کی، یہ دستار اور سند اب تک میرے پاس محفوظ ہے"۔(سیرت امیر ملت: صفحہ ۲۷۲)

"سراج الملت جناب حافظ مولوی سید پیر محمد حسین شاہ صاحب نے "تحریک خلافت" اور "تحریک پاکستان" میں برابر حصہ لیا"۔(سیرت امیر ملت: صفحہ ۶۸۱)

محترم قارئین کرام! مولوی سید پیر محمد حسین شاہ صاحب کے صاحبزادے سید پیر اختر حسین شاہ صاحب ہیں، اور انھوں نے ہی سوانح "سیرت امیر ملت" تصنیف فرمائی ہے، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے سب سے بڑے صاحبزادے "سراج الملت" تھے، اور اپنے والد محترم کے وفات کے بعد آپ کے جانشین اول مقرر ہوئے تھے، انہوں نے اپنے تعلیمی سلسلے کا جو ذکر فرمایا ہے اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کی دستار اور ٹوپی کا جو تذکرہ فرمایا اور ان چیزوں کو اپنے پاس محفوظ رکھنا اور اس کا اظہار فرمانا، اس بات کی واضع دلیل ہے کہ یہ حضرات "علماء دیوبندؒ" کو مسلمان اور مسلمانوں کا مذہبی رہنما سمجھتے تھے اور "علماء دیوبندؒ" کی مقبولیت اور دینی خدمات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیر کا کوئی اثر اپنے دل میں نہ لیا تھا۔

﴿علمائے دیوبندؒ، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی نظر میں﴾

جناب پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لاہور میں "مسلم لیگ" کا جلسہ تھا، علامہ مولوی شبیر احمد صاحب عثمانیؒ بھی جلسہ میں شرکت کیلئے آئے تھے، انھوں نے قبلہ عالم پیر

صاحب سے کہا کہ "میں نے سنا ہے اہل لاہور میرے در پے آزار ہیں، ایسا کیوں ہے"۔

آپ پیر صاحب نے فرمایا، "مولوی (شبیر احمد عثمانی) صاحبؒ ! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں"۔ مولوی (شبیر احمد عثمانی) صاحبؒ نے کہا، "میں تو نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو "کافر اور مرتد" سمجھتا ہوں، یہی میرا عقیدہ ہے، میں کیسے گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کر سکتا ہوں"۔

قبلہ عالم پیر صاحب نے جلسہ میں کھڑے ہو کر فرمایا، علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ میرے بھائی ہیں، خبر دار ان سے کوئی گستاخی نہ کرے، میرے سامنے انھوں نے اپنے عقیدے کی وضاحت کر دی ہے"۔ مولوی (شبیر احمد عثمانی) صاحبؒ قبلہ عالم پیر صاحب کے اخلاق کریمانہ سے بہت خوش ہوئے"۔

(سیرت امیر ملت، صفحہ ۱۴۴ تا ۱۴۵)

جناب سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کا رویہ مجلس احرار اسلام کے ساتھ کیا تھا؟

"مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک شروع کی تو قبلہ عالم پیر صاحب حیدر آباد دکن میں تشریف فرما تھے، آپ نے فوراً پانچ سو روپے "مجلس احرار اسلام" کے لئے ارسال کیے اور یاران طریقت (یعنی اپنے مریدوں اور خلفاء کرام) کو اس تحریک میں حصہ لینے کا حکم دیا، چنانچہ یاران طریقت نے ہر جگہ پوری تندہی سے کام شروع کیا، اپنی خدمات بھی پیش کیں اور جلسے کر کے چندے کئے اور وہ رقمیں "مجلس احرار" کو ارسال کیں، یاروں میں بہت لوگ جیل میں گئے، خلفاء کرام میں سے مولوی امام الدین صاحب، پیر ولایت شاہ صاحب، منشی احمد دین صاحب،

ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب کنجاہی بذات خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل میں گئے، ان حضرات نے ہزارہا روپیہ نقد اور ہزاروں روپیہ کی مالیت کے زیوارات مجلس کے فنڈ میں ارسال کئے تھے، قید ہوئے تو دوسروں کی طرح ان میں سے کسی نے معافی نہیں مانگی، یاران طریقت اور خلفاء کرام میں سے سب قید و بند کی پوری مدت گزار کے رہا ہوئے، جب قبلہ عالم پیر صاحب حیدر آباد دکن سے واپس آئے تو ''مجلس احرار'' کے زعما اظہار تشکر کے لئے حاضر خدمت ہوئے، آپ پیر صاحب نے اس وقت پھر پانچ سو روپے کا عطیہ مرحمت کیا''۔ (سیرت امیر ملت: صفحہ ۴۰۲ تا ۴۰۳)

محترم قارئین کرام ! جناب پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، جناب بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی کے ''خلیفہ مجاز'' تھے، آپ کے فرزند اکبر پیر سید محمد حسین شاہ صاحب تھے، جو بعد میں ''سجادہ نشین اول'' تھے، آپ کے منجھلے صاحبزادے پیر سید خادم حسین شاہ صاحب تھے، انھوں نے ''مدرسہ جامعۃ العلوم کانپور'' سے تحصیل علم فرمایا تھا، جناب پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندیؒ سے ملاقات بہت اچھی اور خوشگوار تھی جب ہی تو سوال و جواب کے بعد کھڑے ہو کر اپنا بھائی کہہ کر اظہار خیال فرمایا اور اپنے دونوں بیٹوں کو ''علماء دیوبندؒ'' کے مدارس سے ''درس نظامی'' کی تحصیل فرمانے کے لئے داخل فرمایا، اور ساتھ میں ''علماء دیوبندؒ'' کی ''مجلس احرار اسلام'' کے لئے عطیات چندے کی صورت عنایت فرمائے اور اپنے مریدین و خلفاء کرام یاران طریقت کیلئے حکم فرمایا کہ وہ سب ''مجلس احرار اسلام'' کے کام میں حصہ لیں، ''علماء دیوبندؒ'' کی ''مجلس احرار اسلام'' کو اپنی ''مجلس و جماعت'' سمجھ کر ہر طرح کی قربانی دیں، اس گفتگو سے صاف طور پر یہ بات

واضح ہوجاتی ہے کہ ان ''حضرات اکابر علی پور'' کے نزدیک ''علماء دیوبند ؒ''
مسلمانوں کے مذہبی رہنما تھے، جب ہی توان کے مدارس اوران کی جماعت میں
شامل ہوا جارہا ہے تو احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری مہم ''علماء دیوبند ؒ'' کے
بارے میں جوتھی اس کو رد کر کے فیصلہ ''علماء دیوبند ؒ'' کے حق مین دیا گیا، آپ کا
وصال ۲۷ ذیقعد ۱۳۷۰ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۹۵۱ء میں ہوا تھا۔

﴿علمائے دیوبندؒ، حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ کی نظر میں﴾

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی صاحبؒ فرماتے ہیں :

''آپ مولوی عبدالسمیع رامپوری سے جوقدیم (زمانے) سے محبت اور بے تکلفی ہے اس لئے لکھتا ہوں کہ جوآپ کی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اورتحریر بھی اب بڑی سختی سے ہوتی ہے، اس لئے حافظ عبداللہ صاحب جومدرس دوم ''مدرسہ فقیر صولیۃ'' کے ہیں ان کو دہلی سے بھیجا ضرور تھا، سوان کو تاکید کی گئی کہ جاتے (وقت) یا آتے (وقت) آپ مولوی عبدالسمیع رامپوری سے بھی میرٹھ میں ملیں سووہ ملاقات کر کے زبانی بھی آپ سے کہیں گے کہ یہ مقدمہ جتنا دب سکے دبا دینا اور ہرگز نہ بڑھانا''۔ (انوار ساطعہ : صفحہ ۳۰)

محترم قارئین کرام ! بنظر انصاف غور فرمایئے کہ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی صاحبؒ نے کس محبت کے ساتھ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہی صاحب ؒ کا نام ذکر فرمایا اور ساتھ میں مولوی عبدالسمیع رامپوری کو نصیحت فرمارہے ہیں اور ساتھ میں اپنے نمائندے کو بھی ان کی خدمت میں پیغام

دے کر بھیج رہے ہیں کہ دونوں مولوی صاحبان آپس میں ہونے والے اختلاف کی سختی کو جتنا ہو سکے دبا دیں اور اس ''فروعی اختلاف'' کو مزید آگے نہ بڑھانے کی نصیحت بھی فرمارہے ہیں تاکہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اور انکے واعظین موقع سے فائدہ نہ اٹھا سکے، اور مولوی عبدالسمیع رامپوری نے پوری زندگی میں اختلاف ہونے کے باوجود کبھی بھی ''علماء دیوبندؒ'' کو کافر نہیں فرمایا بلکہ مسلمان ہی سمجھتے رہے تھے۔

﴿علمائے دیوبندؒ، مولوی عبدالسمیع رامپوری کی نظر میں﴾

مولوی عبدالسمیع رامپوری تحریر فرماتے ہیں :

''حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کا یہ ارشاد ۱۳۰۴ھ میں میرے پاس پہنچا کہ مرضی کے خلاف یہ بات ہے کہ علماء ہمعصر وہم قافلہ (یعنی علماء دیوبندؒ) کی نسبت بعض الفاظ شنیع لکھے یہ (بات) ارباب تحقیق سے بعید ہے''۔

الحاصل میں یعنی مولوی عبدالسمیع رامپوری نے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کا فرمان مان لیا اور مولوی خلیل الرحمٰن صاحب جو ان ایام میں ''مکہ مکرمہ'' میں، حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس موجود تھے، میں یعنی مولوی عبدالسمیع رامپوری نے ان کو خط اس وقت لکھا تھا، اس خط میں یہ مضمون لکھ دیا کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کر دینا کہ جو الفاظ تیز وتند (یعنی مولوی رشید احمد گنگوہیؒ و مولوی خلیل احمد سہارنپوریؒ اور دیگر علماء دیوبندؒ میں سے) کسی کی نسبت لکھے گئے ہیں ان کو نکال دونگا''۔ (انوار ساطعہ : صفحہ ۲۵)

محترم قارئین کرام! غور فرمائیے کہ مولوی عبدالسمیع رامپوری خلیفہ مجاز

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کے ہیں، اور احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین آج تک انہیں اپنے بزرگوں میں سے کہتے ہیں، اور یہ بات حقیقت بھی ہے، مگر اس کے باوجود بھی ان مولوی عبدالسمیع رامپوری نے ''علماء دیوبندؒ'' سے اختلاف شدید ہونے کے باوجود پوری زندگی میں کافر نہیں فرمایا، بلکہ اپنے شیخ ومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کے منشاء ومرضی کے مطابق حضرت حاجی صاحبؒ کو یقین دلایا جا رہا ہے کہ جو الفاظ تیز وتند ''علماء دیوبندؒ'' کی نسبت لکھے گئے ہیں، ان کو ضرور اپنی تصنیف ''انوار ساطعہ'' سے نکال دونگا، جبکہ اس تصنیف ''انوار ساطعہ'' میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کی بھی تقریظ موجود ہے، اب احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین کو اپنے بزرگوں کے اس فیصلے پر شرم کے مارے ماتم کرنا چاہیئے، کہ انہیں کہ بزرگوں نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری مہم کی چال کو کس طرح رد فرمایا ہے۔

﴿علمائے دیوبندؒ، جناب حکیم محمد اسحاق مزنگ والے کی نظر میں﴾

جناب حکیم محمد اسحٰق مزنگ والے فرماتے ہیں :

''ایک مرتبہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحبؒ اور بندہ اور ایک دوسرے ساتھی کے ہمراہ میاں شیر محمد شرقپوری کے حکم کے مطابق ''دارالعلوم دیوبند'' گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب حضرت انور شاہ صاحب کشمیریؒ کو معلوم ہوا کہ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحبؒ شرقپور سے تشریف لائے ہیں تو بے ساختہ فرمایا کہ وہ جہلں اللہ کا شیر رہتا ہے، میری تمنا ہے کہ ان

کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کروں، چنانچہ حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، میاں شیر محمد شرقپوری کی خدمت میں حاضری کیلئے شرقپور تشریف لائے اور بوقت روانگی میاں شیر محمد شرقپوری سے اپنی پیٹھ پر بغرض حصول فیوض و برکات ہاتھ پھیرنے کی خواہش فرمائی اور خوشی خوشی رخصت ہوئے''۔

(معدن کرم: صفحہ ۷۶/۷۷/۷۸/۱۹۷۸ء)

محترم قارئین کرام ! جناب حکیم محمد اسحٰق مزنگ والے کی بیعت کی نسبت میاں شیر محمد شرقپوری سے تھی ، اور تصنیف ''معدن کرم'' سوانح حیات، مولوی کرمانوالے کی ہے اور مصنف سوانح مولوی محمد اکرم صاحب بھی آپ کے خاص مرید ہیں اور جناب مولوی کرمانوالے، میاں شیر محمد شرقپوری کے خلیفہ ''اجل تھے'' ''معدن کرم'' میں یہ عبارت آج بھی موجود ہے کہ اس عبارت سے ''علماء دیوبند'' اور میاں شیر محمد شرقپوری کے باہمی تعلقات اور نسبت کا پتہ چل گیا، اب آپ قارئین خود بنظر انصاف غور کیجئے کہ میاں جمیل احمد شرقپوری کو ''خزینہ معرفت'' سے ''دیوبند میں چار نوری وجود'' والی عبارت بالا کو نکالنے اور ''کتاب میں تحریف'' کرنے سے کیا حاصل ہوا، ان کے دل کی عداوت و شقاوت قلبی نے کیا میاں شیر محمد شرقپوری کے دوسرے خلفاء و مریدین کو ''علماء دیوبند'' سے باہمی محبت کے تعلقات کو ختم کروا سکا؟ ہرگز نہیں، میاں شیر محمد شرقپوری کے دیگر خلفاء و مریدین کے ''علماء دیوبند'' سے محبت کے روابط قائم رہے اور حق بات جو ''علماء دیوبند'' کے متعلق مروی تھی یہ حضرات اسے بیان کرتے رہے۔

علمائے دیوبندؒ، جناب مولوی صوفی ابراہیم قصوری کی نظر میں

مولوی صوفی محمد ابراہیم قصوری فرماتے ہیں :

''مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیریؒ صدر ''مدرسہ دیوبند'' ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوریؒ، ''شرقپور شریف'' حاضر ہوئے اور میاں شیر محمد شرقپوری کو بڑی ارادت سے ملے اور میاں شیر محمد شرقپوری، مولوی انور شاہ کشمیریؒ سے کچھ باتیں کرتے رہے اور حضرت شاہ کشمیریؒ خاموش رہے، پھر میاں شیر محمد شرقپوری نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کو بڑی عزت سے رخصت کیا، موٹر کے اڈے تک میاں شرقپوری خود سوار کرانے کیلئے ساتھ تشریف لائے، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے میاں شیر محمد شرقپوری سے فرمایا، آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں، میاں شرقپوری نے ایسا ہی کیا اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے بعدازاں میاں شیر محمد شرقپوری نے بندہ (یعنی صوفی محمد ابراہیم قصوری) سے فرمایا، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور میاں شیر محمد شرقپوری نے فرمایا کہ ''دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ ہیں''۔ (خزینہ معرفت: باب ۱۳، صفحہ ۳۸۴)

محترم قارئین کرام ! میاں شیر محمد شرقپوری ۱۲۸۲ھ بمطابق ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۷ء میں وصال فرمایا، آپ خواجہ امیر الدین نقشبندی کے ''اجل خلیفہ'' تھے، جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سلسلہ کے مشہور بزرگ گزرے ہیں، میاں شیر محمد شرقپوری کی سوانح ''خزینہ معرفت'' کے مصنف صوفی محمد

ابراہیم نقشبندی مجددی قصوری ہیں، جن کو آپ ہی سے ''خلافت'' عطا ہوئی تھی اور وہ خود بھی بڑی اونچی نسبت کے بزرگ تھے، انھوں نے اپنی تصنیف ''خزینہ معرفت'' میں یہ عبارت تحریر کی تھی جس کو بعد میں میاں شیر محمد شرقپوری کے حقیقی بھتیجے میاں جمیل احمد شرقپوری نے یہ کہہ کر کہ ''علماء دیوبندؒ'' ''صحیح مسلک پر نہیں تھے کتاب ''خزینہ معرفت'' سے یہ عبارت نکال کر میاں شیر محمد شرقپوری کے ارشاد کی بعد ان کی وفات اصلاح کردی، یعنی یوں کہنا چاہیے کہ اپنے تایا کے کلام میں تحریف کردی، تاکہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین کو خوش کرسکیں، لیکن افسوس کے انھوں نے امت محمدیہ ﷺ کے حق میں بڑی خیانت سے کام لیا، جس کا انہیں روز محشر میاں شیر محمد شرقپوری اور مصنف ''خزینہ معرفت'' کو خود جواب دینا ہوگا، لیکن احقر کے پاس اصل کتاب ''خزینہ معرفت'' موجود ہے۔

علمائے دیوبندؒ، جناب مولوی محمد اکرم صاحب کی نظر میں

جناب مولوی محمد اکرم صاحب فرماتے ہیں :

'' ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد مولوی سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کرمانوالے تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے سہارنپور میں ''مدرسہ مظاہر العلوم'' ان دنوں تشنگان علم دین کے لئے ایک چشمہ فیض تھا، مولوی کرمانوالے نے وہیں کا قصد کیا، ''مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور'' میں ان دنوں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ صدر مدرس تھے، وہاں سے تکمیل علم کی سند حاصل کر کے مولوی کرمانوالے نے دہلی میں ''مدرسہ مولوی عبدالرب'' میں داخل

ہو کر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلی صاحب قاسمیؒ جیسے متجر عالم سے دورہ حدیث ختم کیا''۔ (معدن کرم: صفحہ ۱۶۰)

محترم قارئین کرام ! غور فرمایئے یہ ''مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور'' وہی جگہ ہے جہاں حضرت مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ کے ''اجل خلیفہ'' حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ صدر مدرس تھے اور اسی ''مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور'' سے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تکفیری مہم کے فتوے بنام ''حسام الحرمین'' کے خلاف ہندوستان میں پہلی آواز اٹھی تھی اور اس آواز کو اٹھانے والے حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کی ذات گرامی ہی تھی، انھوں نے اس وقت ''المھند علی المفند'' تحریر فرما کر ''مدرسہ مظاہر العلوم سہانپور'' ہی سے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تصنیف ''حسام الحرمین'' کا پردہ چاک کیا تھا، اس کے باوجود مولوی سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کرمانوالے نے اسی ''مدرسہ'' ہی کو اعلیٰ دینی علوم کے حصول کیلئے منتخب فرمایا، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مولوی کرمانوالے نے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی کے فتویٰ تکفیر ''علماء دیوبندؒ'' کی کوئی پرواہ نہ کی اور ''علماء دیوبندؒ'' کو مسلمانوں کا مذہبی رہنما سمجھتے ہوئے ''مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور'' ہی کو منتخب فرمایا مولوی سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کرمانوالے جب بھی ''کراچی تشریف'' لاتے تھے، تو نماز جمعہ ''جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن'' ہی میں ادا فرماتے تھے، ان مقدس بزرگوں کو ''علماء دیوبندؒ'' سے یہ حسن اعتقاد میاں شیر محمد شرقپوری کے قدموں میں بیٹھنے کی برکتوں سے وراثت میں ملا تھا، مگر افسوس کہ میاں محمد جمیل احمد شرقپوری کو ''خزینہ معرفت'' کی وہ عبارت جس میں ''دیوبند میں چار نوری وجود'' کا ذکر تھا، کو نکالنے اور

کتاب میں تحریف کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوا اور میاں شیر محمد شرقپوری کے دوسرے ''خلفاء ومریدین ومتوسلین''، ''علماء دیوبندؒ'' کی شان میں ''رطب اللسان'' ہی رہے مولوی سید محمد اسمٰعیل شاہ بخاری کرمانوالے، میاں شیر محمد شرقپوری کے ''اجل خلیفہ'' تھے، مولوی کرمانوالے کی وفات ۱۳۹۸ھ بمطابق ۱۹۷۸ء کو ہوئی تھی۔

﴿ علمائے دیوبندؒ، خواجہ محبوب الرسول صاحبؒ کی نظر میں ﴾

جناب خواجہ محبوب الرسول صاحبؒ فرماتے ہیں :

''میاں کیا اس پر اپنی رائے دوں اور پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علم اور ایمان پر روشنی ڈالوں، میں ان لوگوں کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں اس سے زیادہ کیا عرض کروں''۔ (ڈھول کی آواز: صفحہ ۱۱۷)

محترم قارئین کرام ! جناب خواجہ محبوب الرسول صاحبؒ ''للہ شریف ضلع جہلم'' کی خانقاہ کے ''سجادہ نشین'' تھے، لیکن سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی ''دارالعلوم دیوبند'' کے بارے میں کس قدر واضح طور پر اعلان فرمارہے ہیں کہ ان کے علم وایمان کی وجہ سے ان کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعائیں فرمارہے ہیں یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اتنے بڑے اللہ والوں کا یہ کہنا پھر ''علماء دیوبندؒ'' کا مسلمانوں کے ''روحانی ومذہبی پیشوا'' ہونے میں کسی کو کیا شک ہوسکتا ہے۔

﴿ علمائے دیوبندؒ، حضرت مولانا عبدالباری لکھنویؒ کی نظر میں ﴾

شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالباری لکھنوی صاحبؒ فرماتے ہیں :

''میں نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کو لکھ بھیجا تھا کہ ہمارے اکابر علماء

نے اعیان ''علماء دیو بندؒ'' کی تکفیر نہیں کی اس لئے جو ''حقوق اہل اسلام'' کے ہیں ان سے ان (علماء دیو بندؒ) کو کبھی محروم نہیں رکھا''۔

(ازالۃ الضلالۃ فی ارادۃ الہدایہ: صفحہ۴، رفاہ عام سٹیم پریس لاہور)

محترم قارئین کرام ! علماء فرنگی محل اور لکھنو میں حضرت مولانا عبدالباری لکھنویؒ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں، جبکہ علماء فرنگی محل گو چند مسائل میں ''علماء دیو بندؒ'' سے اختلاف رکھتے تھے، مگر وہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کے ''تکفیری فتوؤں'' سے بھی متفق نہ تھے، احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا کہ کسی طرح وہ احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ہمنوائی کریں، یہاں تک کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ان پر ایک سو ایک قسم کے ''کفر کے فتوے'' لگائے، مگر اس مردِ قلندر نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کی پوری طرح مزاحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''جو متکبرانہ انداز احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ہم لوگوں کے ساتھ اختیار کیا ہے، اس سے مرعوب ہو کر میں کچھ کرنے کو اپنے اوپر ناجائز سمجھتا ہوں، بلکہ ''التکبر علی المتکبر صدقة'' یعنی ''متکبر سے تکبر کے ساتھ پیش آنا نیکی ہے'' کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی اعتنا کرنا نہیں چاہتا ہوں''۔

حضرت مولانا عبدالباری لکھنویؒ پیر و مرشد حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ کے تھے، احمد رضا خان فاضل بریلوی کے چھوٹے صاحبزادے محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نے ان پر ایک کتاب تحریر کی جس کا نام ''الطاری الداری لھفوات عبدالباری'' ہے، اس پر احمد رضا خان فاضل بریلوی کی جانب سے ان پر ''ایک سو ایک کفر'' کے جو فتوے

لگائے گئے تھے اس کا واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

﴿ علمائے دیوبندؒ، مفکرِ اسلام ڈاکٹر محمد اقبال مرحومؒ کی نظر میں ﴾

مفکر اسلام شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم فرماتے ہیں :

''لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ یہ دیوبندی کیا کوئی فرقہ ہے؟ میں کہتا ہوں کہ نہیں ہر معقولیت پسند دیندار کا نام دیوبندی ہے''۔ (علماء دیوبندؒ کا مسلک: صفحہ ۵۵)

مزید فرماتے ہیں :

''مولوی اشرف علی صاحب تھانویؒ سے پوچھیئے وہ اس مثنوی مولانا رومؒ کی تفسیر کس طرح کرتے ہیں، میں اس مثنوی کی تفسیر کے بارے میں انہی (مولانا تھانویؒ) کا مقلد ہوں''۔ (مقالات اقبال: صفحہ ۱۸۰)

مزید فرماتے ہیں :

''مولانا شبلیؒ (نعمانی) کے بعد آپ (حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ جو ﴿خلیفہ مجاز﴾ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ) استاد الکل ہیں''۔

(اقبال نامہ حصہ اول: صفحہ ۸۰)

مزید فرماتے ہیں :

''میں ان (مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) کے احترام میں کسی اور مسلمان سے پیچھے نہیں ہوں''۔ (انوار اقبال: صفحہ ۱۰۷)

مزید فرماتے ہیں :

''دیوبند ایک ضرورت تھی، اس سے مقصود تھا ایک روایت کا تسلسل وہ روایت جس سے ہمارے تعلیم کا رشتہ ماضی سے قائم ہے''۔ (اقبال کے حضور: صفحہ ۲۹۳)

مزید فرماتے ہیں :

''میں آپ (صاحبزادہ آفتاب احمد خان) کی اس تجویز سے پورے طور پر متفق ہوں کہ دیوبند اور لکھنو (ندوہ) کے بہترین مواد کو برسر کار لانے کی کوئی سبیل نکالی جائے۔

میری رائے ہے کہ'' دیوبند اور ندوہ'' کے لوگوں کی عربی علمیت ہماری دوسری یونیورسٹیوں کے گریجویٹ سے بہت زیادہ ہوتی ہے''۔

(اقبال نامہ حصہ دوم صفحہ ۲۱۷۔۲۲۳)

مزید فرماتے ہیں :

''اس (ڈہڑ) کے متعلق مولوی سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ سے جو دنیائے اسلام کے جید ترین محدثین وقت میں سے ہیں میری (ان سے) خط وکتابت ہوئی''۔

(انوار اقبال: صفحہ ۲۵۵)

عریضۂ اقبال بخدمت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ

مخدوم ومکرم حضرت قبلہ مولانا ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

''مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا ہے کہ آپ'' انجمن خدام الدین'' کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے، میں اسے اپنی بڑی سعادت تصور کروں گا، اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں، جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عثمانیؒ، حضرت مولوی شبیر احمد صاحبؒ (عثمانی) اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ کی خدمت میں بھی یہی التماس ہے، مجھے امید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرف قبولیت بخشیں گے، آپ کو (اپنی) قیام گاہ سے لانے کیلئے سواری (میرے) یہاں سے بھیج دی جائے گی''۔ (منقول از اقبال نامہ: جلد ۲، صفحہ ۲۵۷)

جناب محترم ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو ایک خط لکھا تھا جس میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ عبارت بھی موجود تھی، جو اس وقت ہمارے موضوع کے مناسبت کے لحاظ سے پیش خدمت کی جارہی ہے۔

لاہور ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء

مخدوم ومکرم حضرت قبلہ ! السلام علیکم !

حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقت زمان پر بحث کی ہو تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں، مولوی سید انور شاہ (کشمیری) مرحوم ومغفور نے مجھے عربی کا ایک رسالہ مرحمت فرمایا تھا اسکا نام ''درایۃ الزمان'' تھا، جناب کو ضرور علم ہوگا، میں نے رسالہ دیکھا ہے، چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے، اس لئے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔

میں نے سنا ہے کہ جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک فرمادیا ہے، مجھے یہ عریضہ لکھنے میں تامل تھا، چونکہ مقصد خدمت اسلام ہے، مجھے یقین ہے کہ اس تصدیعہ کیلئے جناب معاف فرمائیں گے اور جواب بالصواب سے ممنون فرمائیں گے، باقی التماس دعا''۔

مخلص

محمد اقبال

(مہر منیر باب ۶، صفحہ ۳۲۶، ۳۲۷)

محترم قارئین کرام ! مفکر اسلام شاعر مشرق محترم جناب ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ''اردو ادب'' کے مشہور ''قومی شاعر'' اور ماہر فن تھے، لیکن انھیں ''علماء دیوبند'' کی کسی عبارت میں ''کفریہ معنی ومطالب'' نظر نہ آئے، جبکہ آپ ایک مخلص مسلمان

اور عشق رسول اللہ ﷺ سے سرشار تھے اور نہ ہی آپ ''علماء دیوبند'' کے شاگردوں میں سے تھے، بلکہ ''علماء دیوبند'' کی دینی اسلامی خدمات کی وجہ سے ''علماء دیوبند'' سے بے انتہاء محبت رکھتے تھے، اگر ''علماء دیوبند'' کی کسی تحریر کردہ عبارات میں ''کفریہ مفہوم'' پایا جاتا تو لازمی نتیجہ تھا کہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم جیسا عاشق رسول ﷺ اس بات پر ضرور نکیر فرماتے ہوئے ''علماء دیوبند'' کے خلاف ہو جاتے، اور احمد رضا خان فاضل بریلوی کی ''تکفیری مہم'' کا بھرپور ساتھ دیتے، لیکن ''علماء دیوبند'' کی کسی تصنیف کی عبارات کا ''کفریہ مفہوم'' ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم کے نزدیک نہیں نکلتا تھا، جب ہی تو ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ''علماء دیوبند'' کی ''تعریف وتوصیف'' میں مندرجہ ذیل کلمات تحریر وارشاد فرمائے، جس کا انتقام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے جاہل واعظین میں سے ابوطاہر محمد طیب دانا پوری وغیرہ نے ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم سے اسطرح لیا، وہ حسب ذیل ہیں۔

''ڈاکٹر اقبال کی زبان پر ابلیس بول رہا ہے''۔

دوسری جگہ کہا :

''ہم نہیں سمجھتے کہ ڈاکٹر اقبال ایسے عقائد رکھتے ہوئے، کیسے مسلمان ہیں، ڈاکٹر اقبال کے اسلام کی حقیقت ہماری سمجھ میں نہیں آتی، اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر اقبال مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کوئی اور اسلام گڑھ لیا ہے اور وہ اپنے اسی گڑھے ہوئے اسلام کی بناء پر مسلمان ہیں''۔

(تجانب اہلسنت: صفحہ ۳۴۰ـ۳۴۵)

﴿علمائے دیوبندؒ، مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی کی نظر میں﴾

جناب مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی فرماتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی مرحوم علوم دینیہ کے ناشر اور ایک عالم کو علم دین سے سیراب کرنے والے تھے''۔ (بوارق لامعہ: صفحہ ۲۴)

محترم قارئین ! جناب مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی ''مدرسہ طیبہ'' احمد آباد کے صدر مدرس تھے، انہوں نے حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کی کتاب ''براہین قاطعہ'' کے جواب میں ''بوارق لامعہ'' کتاب تحریر فرمائی، بدعات کی تائید میں جو کچھ تحریر کر سکتے تھے، تحریر فرمایا اور ''براہین قاطعہ'' کی اس عبارت سے بھی گذرے جسے مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ''حسام الحرمین'' میں صریح کفر ٹھہرایا ہے، مگر مولوی نذیر احمد خان احمد آبادی نے کتاب ''براہین قاطعہ'' سے صرف علمی اختلاف کیا، لیکن حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کو کہیں کسی عبارت کی وجہ سے ''کافر نہیں کہا اور نہ ہی کفر کا مرتکب ٹھہرایا'' اور نہ ہی ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور نہ ہی انہیں کسی کفری معنی کا ملزم کہا ''بوارق لامعہ'' کتاب ''براہین قاطعہ'' کے رد میں لکھی گئی کتاب ہے، پھر مولوی عبدالسمیع رامپوری نے ''براہین قاطعہ'' کے رد میں ''انوار ساطعہ'' لکھی وہ بھی اس عبارت سے گذرے اور انہوں نے بھی کہیں حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری مہاجر مدنیؒ کو کسی ''کفری معنی یا عقیدے'' کا التزام کرنے والا نہیں بتایا، اور ''کفر کا فتویٰ'' بھی نہیں دیا، صرف علمی اختلاف کیا اور بدعت کی حمایت میں جو کچھ تحریر فرما سکتے تھے وہ علمی باتیں تحریر فرمائیں۔

علمائے دیوبندؒ، حضرت علامہ عبدالفتاح ابوغدہ شامیؒ کی نظر میں

شیخ الاسلام حضرت علامہ عبدالفتاح ابوغدہ شامیؒ فرماتے ہیں :

''اس عاجز و ناتواں کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل و انعام ہے کہ اس نے ہندوستان کے شہروں کی سیاحت و زیارت کا موقع بہم پہنچایا، بالخصوص ان شہروں میں سرفہرست ''دیوبند'' اور اس کی دینی درسگاہ ''دارالعلوم دیوبند'' کا درجہ ہے، جو درحقیقت ہندوستان کا علم و تقویٰ سے بھرپور زندہ قلب، علماء و مؤلفین کا مرکز اور دین و معرفت کے طلباء کی آماجگاہ ہے، اس مرکز کی زیارت عمر بھر کی تمناؤں اور لیل و نہار کے خوابوں میں سے ایک خواب و تمنا تھی، اللہ کا شکر ہے کہ آج ''دارالعلوم دیوبند'' کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور پرانا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

دور رہتے ہوئے جو کچھ ''دارالعلوم دیوبند'' کے بارے میں سنا تھا اس کا جو کچھ ذہن میں تصور تھا قریب سے دیکھ کر اس کو اس سے کہیں زیادہ اچھا اور بہتر پایا، اس مقدس ادارے کے گوشے گوشے سے انوار علم کا فیضان نظر آتا ہے، اس کی درسگاہوں میں ''رسول اللہ ﷺ کی احادیث'' کی تعلیم دی جاتی ہے اور تشنہ کامان علم اور طالبان رشد و ہدایت کیلئے مثالی نظم و نسق، سلیقہ شعاری اور روشن دماغی کے ساتھ اس اسلوب سے احکام دین و شریعت بیان کئے جاتے ہیں جس میں اہل روحانیت کی روحانیت اور اصحاب علم و تحقیق کے آثار و فیوض نمایاں طور پر جھلکتے ہیں، اس ادارے کے مدرسین و اساطین ائمہ اجلہ بدرالہدیٰ (بدر ہائے ہدایت) اور مصابیح دجیٰ (شمعہائے ظلمت) کے زیر سایہ ہمیشہ پھلتا پھولتا قائم رکھے اور ان بزرگوں کے نفع

بخش اوقات اور انفاس طاہرہ میں برکت عطا فرمائے۔

ذمہ داران ''مدرسہ'' نے احقر کو اپنا خصوصی مہمان بنایا اس طرح بسہولت علماء واکابر سے علمی استفادے کا موقع ملا، فللّٰہ الحمد نیز وہ چیز جس کیلئے آج ہم سب اللہ تعالیٰ کے مرہون منت اور احسان مند ہیں وہ یہ ادارہ ہے جو مع اساتذہ وتلامذہ کے دین کا گھنا سایہ دار درخت، علم وتقویٰ کا مرکز اور جسم اسلامی کی بقاء کا ضامن وہ پھیپھڑا ہے جس میں حیات روحانی کے آثار، رواں دواں ہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس ادارے کی بقا وترقی اور اس کے علماء کو طول حیات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض فرمائے، ﴿واللّٰہ یجیب ولا یخیب رجاء الراجین فضلاً منہ وکرمًا﴾

علم وتقویٰ کے اساطین سے مالا مال اس عظیم الشان ''دارالعلوم دیوبند'' کے علماء عظام کی خدمات جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں بلکہ اگر ذرا جرأت کروں تو کہہ سکتا ہوں کہ وہ ہمارا ایک ''واجبی حق'' ہے جسکا مطالبہ کر رہا ہوں، وہ یہ ہے کہ ''دیوبند کے علماء کرام کا فریضہ'' ہے کہ اپنے متفردانہ عقول کے نتائج فکر اور بیش بہا علمی فیوض وتحقیقات کو عربی زبان کا جامہ پہنا کر عالم اسلام کے دوسرے علماء کرام کیلئے استفادہ کا موقع فراہم کریں، یہ فریضہ ''علماء دیوبندؒ'' پر اس لئے عائد ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص ہندوستان کے علمائے محققین کی کوئی تصنیف پڑھتا ہے تو اس میں اس کو وہ نئی متفردانہ تحقیقات ملتی ہیں جن کا مدار علیہ گہرے علم اور وسیع مطالعے کے علاوہ تقویٰ وصلاح اور روحانیت اور استغراق فی العلم جیسی شرائط پر نہ صرف یہ کہ پورے اترتے ہیں بلکہ سلف صالحین کے صحیح وارث اور ان کے نمونے ہیں

اس لئے ان کی کتابیں نئی اور کارآمد چیزوں سے خالی نہیں ہوتیں، ﴿ وذلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء ﴾ بلکہ ان حضرات کی بعض کتابیں تو وہ ہیں جن میں ایسی چیزیں ملتی ہیں جو متقدمین علمائے اکابر، مفسرین ومحدثین اور حکماء کے یہاں بھی دستیاب نہیں ہوتیں، لیکن افسوس اور قلق کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان ''نادر تالیفات'' میں سے اکثر بلکہ سب کی سب اردو زبان میں لکھی گئی ہیں، جو گو ہندوستان کی عام اسلامی زبان سہی لیکن عربی کو کثیر الاستعمال اور علوم اسلام کی خاص زبان ہونے کا جو شرف حاصل ہے ظاہر ہے کہ وہ اردو کو حاصل نہیں، لہٰذا یہ علوم اور بیش قیمت تحقیقات جو ہمارے برادران اسلام ''علمائے ہند'' کا خصوصی حصہ اور کارنامہ ہیں اور اگر اردو ہی کے قالب میں محبوس رکھی گئیں تو ہم عربی زبان بولنے والوں سے مخفی اور پوشیدہ رہ کر ہماری محرومی کا باعث بنی رہیں گی، اس طرح نہ صرف ہمارے ساتھ ہی ناانصافی ہوگی بلکہ علم ودین کے حق کا بھی ایک بہت بڑا نقصان ہوگا، اس لئے فریضۂ معرفت اور امانت علم کی ادائیگی کے لئے یہ بات اولین واجبات میں سے ہے کہ ان نفیس شاہکار اور عمدہ کتابوں کا ''عربی زبان میں ترجمہ'' کیا جائے تاکہ ان سے وہ آنکھیں روشنی حاصل کریں جو ایسی چیزوں کے لئے بیتاب، تشنہ اور مشتاق ہیں اور جیسا کہ میرا خیال ہے اس اہم ذمہ داری اور کٹھن فریضہ کی ادائیگی کا کام اسی ''دارالعلوم دیوبند'' کے علماء کرسکتے ہیں جو علمائے کرام اور طلبائے نجباء کا گہوارہ وسرچشمہ ہے۔

اس موقع پر جبکہ میں ذمہ دارانِ ''دارالعلوم دیوبند'' کے مشفقانہ طرزِ عمل، نوازشات بزرگانہ اور طلبائے عزیز کے جذبات محبت واخوت کیلئے کلمات شکر حیطۂ تحریر میں لارہا ہوں اپنے مذکورہ بالا حق اور مطالبے کو دہرانے کی ایک بار پھر پرامید ہوکر

جرأت کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس لئے کہ اگر ان حضرات نے اس فریضے کی ادائیگی کی طرف توجہ مبذول فرمائی تو اس طرح جہاں وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں گے ساتھ ہی ساتھ یہ دین وثقاوت کی ایک عظیم الشان خدمت اور قابل ذکر کارنامہ ہوگا، کیونکہ یہ علوم دنیا کے تمام مسلمانوں ہی کی مِلک نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان مساوی طور پر ان سے استفادے کے مستحق ہیں چہ جائیکہ صرف ہندوستان ہی کے مسلمان ان کے اجارہ دار قرار پائیں، اس لئے از بس ضروری ہے کہ ''اردو کتابوں کے عربی میں تراجم'' کیے جائیں تا کہ ان کی زیادہ ''ترویج واشاعت'' ہو اور وسیع پیمانے پر ان سے استفادے کے مواقع فراہم کیے جاسکیں۔

مجھے یہ سن کہ کسی حد تک اطمینان اور مسرت ہوئی کہ یہ اہم مسئلہ ''دارالعلوم دیوبند'' کی مجلس شوریٰ کے زیرِ غور ہے اور وہ عنقریب اس اہم بار اور ذمہ داری کی ادائیگی کیلئے قدم اٹھانے والی ہے، جو درحقیقت اس ''دارالعلوم دیوبند'' کے علماء کا اور بالخصوص طلباء کا واجبی فرض ہے، میں اس خوشخبری کے بعد تمام ''علمائے دیوبندؒ'' کا ان کے اس ''مبارک عزم اور اقدام پر تہہ دل سے پیشگی شکریہ'' ادا کرتا ہوں، اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس کارِ عظیم میں ان کی خصوصی مدد معاونت ان کے شامل حال ہو، تا کہ بسہولت ''علماء دیوبندؒ'' اس فریضے کو مرحلہ تکمیل تک پہنچا سکیں، باری تعالیٰ کیلئے یہ کوئی دشوار امر نہیں، ﴿وما ذلک علی للّٰہ بعزیز﴾ نہ ہی ''علماء دیوبندؒ'' کیلئے ان کے پختہ عزائم کو دیکھتے ہوئے یہ کوئی ایسا کٹھن اور دشوار گذار مرحلہ ہے جو نا قابل عبور ہو''۔

(روداد تحریری ۱۳۸۲ھ بمطابق ۱۹۶۳ء دارالعلوم دیوبند میں موجود ہے)

محترم قارئین کرام! عالمی اسلامی ادارہ ''جامعہ حلب شام'' کے استاد شیخ

الاسلام حضرت علامہ عبدالفتاح ابوغدہ شامیؒ کے اپنے ہاتھ سے تحریر کئے گئے اس تاثراتی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصاً ہندوستان کے علماء حق میں سے امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے اہل خاندان کے روشن ضمیروں نے تعلیمات اسلام کی نشر اشاعت کی جو خدمات سرانجام دی تھی، اسی کو ''عربی زبان'' میں منتقل کرنے کی طرف ''علماء دیوبندؒ'' کو متوجہ کیا جارہا ہے، کیونکہ عالم اسلام کے تمام معاصرین علماء اس بات سے بخوبی واقف تھے، کہ ''دارالعلوم دیوبند'' کے بانیان سے لے کر تمام ''علماء دیوبندؒ'' ہندوستان میں ''دارالعلوم دیوبند'' کو تعمیر کرکے ''خاندان ولی الٰہی کی علمی تعلیمی میراث'' جو ان ''علمائے دیوبندؒ'' نے حاصل کی تھی، ہندوستان میں ''ولی الٰہی تعلیمی امانت کو فروغ'' دینے کی نیابت کا حق ادا کرنے کا بیڑا اٹھا چکے تھے، اسی وجہ سے عالم اسلام کے تمام معاصرین علماء کی توجہ ''دارالعلوم دیوبند'' سے تعلق رکھنے والے ''علماء دیوبندؒ'' کی طرف متوجہ تھی، معاصرین علماء ''علمائے دیوبندؒ'' سے پرامید تھے کہ ''علماء دیوبندؒ'' اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں ضرور کامیاب ہونگے اور اللہ رب العزت کی توفیق خاص اور تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظر کرم کی برکتوں سے ''دارالعلوم دیوبند'' کے ذریعے سے ''علماء دیوبندؒ'' نے عالم اسلام کی جو تعلیمی خدمات انجام دی، اس سے مسلمانان عالم اسلام بخوبی واقف ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ''علماء دیوبندؒ'' کی ان تعلیمی خدمات کے حوالے سے کچھ تحریر کرکے اپنے محترم قارئین کے ہاتھوں میں ایک کتابی شکل میں پیش کردونگا، اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ان دینی مساعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت نصیب فرمائے۔ (امین)

علمائے دیوبندؒ، مولوی غلام نظام الدین مرلوی کی نظر میں

جناب مولوی غلام نظام الدین مرلوی فرماتے ہیں :

''پیر انور شاہ صاحب کشمیریؒ اس وقت ''دار العلوم دیوبند'' میں شیخ الحدیث تھے، خواجہ ضیاء الدین سیالوی کی ''دار العلوم'' میں آمد پر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے گھنٹی بجوا کر طلباء میں چھٹی کا اعلان کیا تاکہ خواجہ ضیاء الدین سیالوی کے استقبال میں طلباء بھی شریک ہو سکیں خواجہ ضیاء الدین سیالوی کو بیٹھنے کے لئے حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی مسند پیش کی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی احتراماً اس مسند پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام حضرت مولانا کشمیریؒ کا ہے، چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور حضرت انور شاہ کشمیریؒ خواجہ ضیاء الدین سیالوی کے سامنے مؤدبانہ طور سے دو زانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے، پھر حضرت مولانا کشمیریؒ نے خواجہ ضیاء الدین سیالوی سے تلقین وارشاد کی التماس کی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی، پھر خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے ''دار العلوم دیوبند'' کے لئے ''دو سو روپے کا عطیہ'' دیا، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے خواجہ ضیاء الدین سیالوی سے دعا کی درخواست کی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے ''دار العلوم دیوبند'' اور تمام عالم اسلام کی کامرانی کے لئے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف ''علماءِ دیوبندؒ'' عام طور سے صاحب نسبت تھے، چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحب ارشاد تھے، پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ اخوت ومودت فی مابین استوار تھا''۔ (ہو المعظم: صفحہ ۴۰۔۴۱)

محترم قارئین کرام! عثمانی سلطنت کے متزل اقتدار کو بچانے کے لئے برصغیر میں جب ''علماء دیوبند'' کے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے دیئے گئے فتویٰ ''تحریک خلافت'' اور ''ترک موالات'' کی تحریکیں زوروں پر تھی، ہر محب اسلام نے بڑھ چڑھ کر ''اسلامی خلافت'' کے دفاع کیلئے کام کیا ''علماء دیوبند'' کی شروع کی گئی ''تحریک خلافت'' کو علاوہ دیگر ''علماء معاصرین'' کے خواجہ ضیاء الدین سیالوی کی بھی پر زور تائید حاصل تھی، اور خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے ''تحریک خلافت'' کی حمایت کرتے ہوئے فتویٰ دیا:

''اب انگریزوں کی ملازمت حرام ہے''۔ (مہر منیر: صفحہ ۲۷۶)

خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے ''علماء دیوبند'' کے فتویٰ کی حمایت کر کے جس طرح مجاہدانہ خدمت کی ہے، پنجاب کے ''علماء معاصرین'' میں اس کی نظیر نہیں ملتی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے پورے ہندوستان میں تبلیغی دورے کر کے مسلمان عوام کو انگریز کے خلاف کھڑے ہونے، اور ''علماء دیوبند'' کی ''تحریک خلافت'' کے مرکز پر جمع کرنے میں کوشاں تھے، تا کہ ''علماء دیوبند'' کی قیادت سے خلافت عثمانی کو بچایا جا سکے، چنانچہ اسی سلسلہ میں خواجہ ضیاء الدین سیالوی، ''دارالعلوم دیوبند'' میں بھی تشریف لے گئے، ''تحریک خلافت اور ترک موالات'' میں کھل کر خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے احمد رضا خان فاضل بریلوی کے انگریز کی حمایت میں دیئے گئے فتویٰ کی مخالفت کی اور ''علماء دیوبند'' کا خوب ساتھ دیا اور اپنے حلقہ احباب میں یہ بات عام مجلس میں کہی کہ میں نے ''دارالعلوم دیوبند'' میں اصل حنفیت دیکھی ہے اور ''دارالعلوم دیوبند'' کو ''دوسو روپے کا عطیہ'' بھی دیا۔

خواجہ ضیاء الدین سیالوی نے بھر پوری زندگی احمد رضا خان فاضل بریلوی کو کبھی اپنے منہ تک نہیں لگایا اور نہ ہی فاضل بریلوی کے طریقے پر ''علماء دیوبند'' کی تھوک کے حساب سے کبھی تکفیر کی، خواجہ ضیاء الدین سیالوی مجاہد اور مصلح ہونے کے علاوہ اہل قلم بھی تھے، قادیانیت کے خلاف ایک رسالہ ''معیار المسیح'' بھی تحریر فرمایا تھا، جو قابل تعریف تصنیف ہے۔

مولوی غلام نظام الدین مرولوی، خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلفیہ اعظم خواجہ معظم دین مرولوی کے صاحبزادے ہیں، ''ہوا المعظم'' سوانح انھوں نے اپنے والد خواجہ غلام نظام الدین مرولوی کی تحریر کی ہے اور خواجہ ضیاء الدین سیالوی، خواجہ شمس الدین سیالوی کے صاحبزادے تھے، جو بعد ''سیال شریف'' کے جانشین بھی ہوئے تھے۔

﴿ علمائے دیوبندؒ، خواجہ قمر الدین سیالوی کی نظر میں ﴾

خواجہ قمر الدین سیالوی فرماتے ہیں :

''میں نے ''تحذیر الناس'' کو دیکھا ہے، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان یعنی (مولانا محمد قاسم نانوتویؒ) کا نام موجود ہے، خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے، جہاں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا دماغ پہنچا ہے، وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی، قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا ہے''۔ (ڈھول کی آواز: صفحہ ۱۱۷)

محترم قارئین کرام ! خواجہ قمر الدین سیالوی فرزند اور جانشین خواجہ ضیاء

الدین سیالوی کے تھے، آپ کے استاد گرامی حضرت مولانا معین الدین اجمیری صاحبؒ تھے جن کے گہرے روابط ''علماء دیوبند'' کے ساتھ تھے، خواجہ قمر الدین سیالوی ہمیشہ اس بات کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے کہ احمد رضا خان فاضل بریلوی اپنی جگہ پر مگر میں بلحاظ علم و فضل میں اپنے استاد حضرت مولانا معین الدین اجمیری صاحبؒ کے برابر انہیں نہیں سمجھتا۔

خواجہ قمر الدین سیالوی کے خلیفہ پیر محمد کرم شاہ الازہری تھے، ''جمعیت علماء پاکستان'' کے سب سے پہلے قائد خواجہ قمر الدین سیالوی ہی تھے، لیکن اپنی جگہ پیر محمد کرم شاہ الازہری کو دے دی تھی، پھر انہوں نے ہر چند مصروفیت کی وجہ سے علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے حوالے کر دی تھی، کون نہیں جانتا کہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے ''قائد جمعیت'' حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ کے ساتھ کیسے خوشگوار تعلقات قائم کر رکھے تھے، اور وہ ''قائد جمعیت'' کو مسلمان اور مسلمانوں کا مذہبی وسیاسی رہنما ہی سمجھتے رہے تھے۔

علمائے دیوبندؒ، خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والوں کی نظر میں

خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے فرماتے ہیں :

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کی ہندوستان سے ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حضرت حاجی صاحبؒ نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند فرمایا اور فوج تیار کر کے ان کے خلاف لڑتے رہے اور کئی ایک مقامات پر فتح بھی حاصل کی ان تمام معرکوں میں سے ''شاملی کی جنگ'' زیادہ مشہور ہے جہاں حضرت حاجی صاحبؒ نے انگریزی فوج پر فتح حاصل کی تھی لیکن جب بالآخر

انگریز غالب آگئے اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو حضرت حاجی صاحبؒ ہجرت کر کے ''مکہ مکرمہ'' تشریف لے گئے، لیکن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ گرفتار ہو گئے تھے اور کافی عرصہ جیل خانے میں رہنے کے بعد رہا ہوئے، جس جہاز میں حضرت حاجی صاحبؒ سفر کر رہے تھے، اس کا کیپٹن ایک جرمن آفیسر تھا جس کا نام ''مولٹکے'' تھا، جب اس نے ٹکٹ طلب کیا تو حضرت حاجی صاحبؒ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مٹی کے ڈھیلے جو استنجا کی خاطر رکھے تھے نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیئے، اس کے ہاتھ میں جاتے ہی وہ ڈھیلے سونا بن گئے، یہ کرامت دیکھ کر وہ افسر مسلمان ہو گیا اور جدہ پہنچ کر استعفیٰ دے دیا اور حضرت شیخ کے مریدین میں شامل ہو گیا اور بڑے مراتب کو پہنچا، انہوں نے مکہ مکرمہ میں ایک مشک خرید لی تھی جب دو آنے رقم جمع ہو جاتی تھی تو مشک رکھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کی کرامت دیکھ کر شریف حسین والی حجاز حضرت حاجی صاحبؒ کا بڑا معتقد ہو گیا تھا، اسی طرح ''خدیو مصر کا پیر'' جب مکہ مکرمہ آیا تو حضرت حاجی صاحبؒ کی عظمت ولایت دیکھ کر نہ صرف خود مرید ہوا بلکہ اپنے تمام مریدین کو بھی حکم دیا کہ آج سے تم سب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کے مرید ہو، حتیٰ کے مصر جا کر اس نے ''خدیو مصر'' کو حکم دیا تم بھی غیبی طور پر حضرت حاجی صابؒ سے بیعت کر لو، خدیو مصر کے پیر کی بدولت سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ امدادیہ بلاد عرب میں بہت پھیلا، جناب پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو بھی سلسلہ چشتیہ صابریہ میں خلافت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ سے بمقام مکہ مکرمہ ملی تھی۔

(ملفوظات مقابلس المجالیس: صفحہ ۳۵۲/۳۵۳)

''حضرت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ بھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ کے ''مرید اور خلیفہ اکبر'' ہیں، حضرت حاجی صاحبؒ کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور حضرت مولوی محمد یعقوب صاحبؒ ''(نانوتوی) وغیرہم''۔ (ملفوظات مقابلس المجالیس: صفحہ ۳۵۲)

محترم قارئین کرام ! خواجہ غلام فرید صاحب کی ''بیعت و خلافت'' کی نسبت اپنے بڑے بھائی مولوی فخر الدین صاحب سے تھی، خواجہ غلام فرید صاحب کی وفات ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ بمطابق جولائی ۱۹۰۱ء کو ''کوٹ مٹھن شریف صوبہ سندھ'' میں ہوئی تھی آپؒ کے ملفوظات ''مقابلس المجالیس'' میں ''علماء دیوبندؒ'' کا ذکر کس عظیم انداز سے فرمایا گیا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن نے تکفیری مہم میں احمد رضا خان فاضل بریلوی کا بالکل ساتھ نہ دیا، بلکہ آپ ''علماء دیوبندؒ'' کو مسلمان اور مسلمانوں کا مذہبی پیشواہی سمجھتے تھے۔

﴿علمائے دیوبندؒ حضرت علامہ سید رشید رضا مصریؒ کی نظر میں﴾

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید رشید رضا صاحب مصریؒ فرماتے ہیں :

''اگر ہمارے بھائی ہندوستانی ''علماء دیوبندؒ'' کی توجہ اس زمانے میں ''علم الحدیث'' کی طرف مبذول نہ ہوتی تو مشرقی ممالک سے یہ علم ختم ہو چکا ہوتا، کیونکہ مصر، شام، عراق اور حجاز عرب میں دسویں صدی ہجری سے چودھویں صدی کے اوائل تک یہ علم کمزوری کی آخری منزل پر پہنچ چکا تھا۔

الغرض جو عظیم الشان اور گراں بہا خدمات آپ ''علماء دیوبندؒ'' علم اور دین اسلام کی

انجام دے رہے ہیں، انکے لحاظ سے آپ ''علماءدیوبندؒ'' میرے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں، مجھے اس ''دارالعلوم دیوبند'' کو دیکھ کر بڑی مسرت حاصل ہوئی، میں آپ حضرات ''علماءدیوبندؒ'' کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر میں ''دارالعلوم دیوبند'' کو نہ دیکھتا تو ﴿لَوْ اَرَاهَا لَرَجَعْتُ مِنَ الْهِنْدِ حَزِيْنًا﴾ یعنی ''ہندوستان سے نہایت مایوس اور غمگین ہو کر واپس جاتا''۔ اس ''مدرسہ دیوبند'' کی نسبت میں اب تک جو کچھ سنا تھا اس سے بہت زیادہ پایا ''علماءدیوبندؒ'' کا جو مسلک ہے میں اسے پسند کرتا ہوں اور اس سے پوری طرح متفق ہوں، فقہ حنفی بلاشبہ کافی و وافی (اس دارالعلوم دیوبند میں دیکھی) ہے''۔ (بحوالہ مقدمہ مفتاح کنوز السنہ صفحہ ''ق'' راقم الحروف علامہ سید رشید رضاؒ)

محترم قارئین کرام ! حضرت علامہ سید رشید رضا صاحب مصریؒ دنیائے اسلام کے منتخب و متبحر عالم، نامور اہل قلم، مصر کے مشہور علمی رسالہ ''المنار'' کے ایڈیٹر اور یگانہ روزگار مصنف تھے، ان کو ملت اسلامیہ کے مشہور رہنما حضرت علامہ مفتی محمد عبدہ صاحب مصریؒ کی شاگردی کا شرف حاصل تھا اور حضرت مفتی محمد عبدہ صاحب مصریؒ فکر و اجتہاد، دقیقہ رسی اور بالغ نظری میں خصوصی کمال رکھتے تھے۔

اس استاد محترم کے علمی کمال کا ایک بڑا حصہ حضرت علامہ سید رشید رضا مصری صاحبؒ کے حصے میں بھی آیا تھا، آپؒ رجب ۱۳۳۰ھ بمطابق 1911ء میں جب ہندوستان تشریف لائے تو ''دارالعلوم دیوبند'' میں تشریف لاکر دارالعلوم کی علمی خدمات، درس و تدریس کی مایہ الامتیاز خصوصیات، اس کے مذہبی مسلک اور علم و فکر کی مضبوط بنیادوں کو دیکھ کر انتہائی حیرت و مسرت کا اظہار فرمایا تھا، وہ آپ قارئین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اس بیان سے واضح طور سے معلوم ہوتا ہے کہ ''علمائے دیوبندؒ'' کی علمی خدمات کو خراج تحسین تمام عالم اسلام کے مسلم معاصرین علماء سے مکمل طور پر

حاصل رہی ہے۔

احمد رضا خان فاضل بریلوی اور ان کے جاہل واعظین کے علاوہ ملت اسلامیہ کے اکابر میں سے کسی اکابر نے بھی ''علماء دیوبند'' کی تصانیف کی ''عبارات میں کوئی مفہوم ومطالب کفریہ'' نہیں نکالے، کیا یہ ''معاصرین علماء عاشق رسول ﷺ اور علوم اسلامیہ سے واقف'' نہ تھے، لیکن یہ ''معاصرین علماء'' اس بات کو بہت اچھی طرح جانتے تھے کہ انگریزوں نے جب ہندوستان پر اپنا قبضہ جمالیا اور عیسائیوں کے مذہبی نشر واشاعت کے راستے ہموار کرنا شروع کردیئے اور مسلمانان ہندوستان کو عیسائیوں کے مذہب میں داخل کرنے کی ناپاک کوشش کرنے لگے، اس وقت ان مخلص ''علماء دیوبند'' نے انگریزوں کے خلاف کفن پہن کر مسلمانان ہندوستان کے ایمان ویقین کو بچانے کیلئے ایک اسلامی یونیورسٹی ''دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے قائم فرمائی، انہی خدمات دینی کی وجہ سے ''ملت اسلامیہ کے ان معاصرین علماء'' نے ''علماء دیوبند'' کو خراج تحسین پیش فرمایا، جو آپ قارئین کی خدمت میں تحریر کردیا گیا، تاکہ اللہ رب العزت ہمیں اور آپ سب کو صحیح اسلامی اصولوں پر قائم رہنے کی استقامت دائمی تمام مراحل زندگانی میں نصیب فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

علمائے دیوبندؒ، شاہ افغانستان محمد ظاہر شاہ کی نظر میں

شاہ افغانستان محمد ظاہر شاہ صاحب فرماتے ہیں :

''میں بہت مسرور ہوں کہ آج مجھے ''دارالعلوم دیوبند'' کے دیکھنے کا موقع حاصل ہوا، یہ ''دارالعلوم دیوبند'' افغانستان میں اور خاص طور پر وہاں کے مذہبی حلقوں

میں بہت ''مشہور ومعروف'' ہے، علماء افغانستان ''دارالعلوم دیوبند'' کے بانیوں اور یہاں کے اساتذہ کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہیں اور علم وروحانیت میں جو فضیلت اور مرتبت انھیں (یعنی علماء دیوبندؒ) کو حاصل ہے، اسکے ''علماء افغان'' ہمیشہ قائل اور مداح خواں رہے ہیں، افغانستان میں اس ''دارالعلوم دیوبند'' کی شہرت محض اس سبب ہی سے نہیں ہے کہ یہ ایک مشہور اسلامی ادارہ ہے، بلکہ دراصل یہ نتیجہ ہے ان تعلقات کا جو افغانستان کے طلباء اور اس ''دارالعلوم دیوبند'' کے درمیان عرصۂ دراز سے قائم رہے ہیں، بہت سے ''علماء افغانستان'' اس ''دارالعلوم دیوبند'' سے فیضیاب اور ''فارغ التحصیل'' ہوئے اور انہوں نے اپنے وطن عزیز افغانستان میں واپس جا کر علم کی روشنی وہاں پھیلائی اور ملک کی خدمات انجام دی ہیں۔

میں ''علماء دیوبندؒ'' کے اس دوستانہ اور پرمسرت استقبال سے جو میں نے ''دارالعلوم دیوبند'' میں آکر مشاہدہ کیا ہے اس سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں اور تہ دل سے آپ ''علماء دیوبندؒ'' کا شکریہ ادا کرتا ہوں، نیز اس ''علمی ادارے'' اور اس سے تعلق رکھنے والے ''تمام اشخاص'' کی مزید کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں''۔

(بحوالہ شاہ افغانستان دارالعلوم دیوبند میں)

محترم قارئین کرام! ''دارالعلوم دیوبند'' سے تعلیم حاصل کرنے والے ''علماء افغانستان'' کی محنت کا ثمرہ تھا کہ آج مسلمانان عالم نے ''امارت اسلامیہ افغانستان طالبان'' کو صحیح اسلامی حکومت کی صورت میں قائم دیکھا اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ زمانہ دور نہیں ہے کہ مسلمانان عالم، افغانستان کی اس مقدس سرزمین میں حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات سیدنا الامام الکبیر حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تعلیمات

کو وراثت میں حاصل کرنے والے ان ''علماء افغانستان'' کے ذریعے سے سرزمین افغانستان میں ''اسلام کی نشاط ثانیہ'' کی خدمات کے لئے قبول کیا تھا اور اب دوبارہ انہیں کے ذریعے ''امارت اسلامیہ افغانستان طالبان'' قائم ہوگی۔

کسی نے خوب فرمایا :

رو بروحق کے کھلے گی جال سازی حشر میں !
رنگ لائے گی یہ ان کی فتنہ بازی حشر میں !

مجدد بدعات احمد رضا خان فاضل بریلوی نے ''شرک وبدعت'' کو راہ دینے کیلئے کس درجہ میں ضد وعناد کی یہ آگ بھڑکائی کہ مسلمانوں میں مستقل تفریق پیدا کردی۔

کسی عارف نے خوب ترجمانی فرمائی :

رکھے نمود و شہرت و اعزاز پر نظر !
دولت کو صرف کیجئے اور نام کیجئے !
زنجیر فقہ توڑیئے کہہ کر خلاف شرع !
علماء کو سارے مورد الزام کیجئے !

آخر میں تمام قارئین، ناشرین، قاسمین و معاونین سے خلوص دل سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے اپنی درد بھری مقبول دعاؤں میں احقر کو ضرور یاد رکھیں، اللہ رب العزت جل شانہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین یارب العالمین)

انه سميع مجيب الدعوات وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد بقدر حسنه وجماله وعلى اله واصحابه وبارک وسلم تسليما كثيرا.

سبحان ربک رب العزة عما يصيفون﴿﴾ وسلام على المرسلين ﴿﴾ والحمد لله رب العاليمين﴿﴾

ربنا تقبل منا بحرمة النبی الكريم ﷺ واغفر جميع المومنين والمسلمين واسترعيوبی وعورات المسلمين﴿﴾

بحمده وبفضله تعالى تمت الايات والاحاديث وسلام وجميع الصلوت على جميع الانبياء والمرسلين ،خصوصا على امام الانبياء والمرسلين ،سيدالاولين والاخرين

اللهم صلى على محمد وعلى ال محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انک حميد مجيد﴿﴾

اللهم بارک على محمد وعلى ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم انک حميد مجيد﴿﴾

وبالله التوفيق

خاک زیر نعلین شفیق الامتؒ

عاصی وخاطی محمد جاوید عثمان میمن عفی عنہ

شب جمعہ ۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

بمطابق ۱۸ اگست ۲۰۰۵ء

کعبہ پہ پڑی جب پہلی نظر

کعبے پر پڑی جب پہلی نظر | کیا چیز ہے دنیا بھول گیا
یوں ہوش و خرد مفلوج ہوئے | دل ذوق تماشا بھول گیا
پھر روح کو اذن رقص ملا | خوابیدہ جنوں بیدار ہوا
تلوؤں کا تقاضا یاد رہا | نظروں کا تقاضا بھول گیا
احساس کے پردے لہرائے | ایماں کی حرارت تیز ہوئی
سجدوں کی تڑپ اللہ اللہ | سر اپنا سودا بھول گیا
جس وقت دعا کو ہاتھ اٹھے | یاد آنہ سکا جو سوچا تھا
اظہار عقیدت کی دھن میں | اظہار تمنا بھول گیا
پہنچا جو حرم کی چوکھٹ پر | اک ابر کرم نے گھیر لیا
باقی نہ رہا یہ ہوش مجھے | کیا مانگ لیا کیا بھول گیا
ہر وقت برستی ہے رحمت | کعبہ پر جمیل اللہ اللہ

خاطی ہوں میں کتنا بھول گیا
عاصی ہوں کتنا بھول گیا